حضور رحمتِ عالم محمد مصطفےٰ ﷺ کے موئے مبارک کے
فضائل و مناقب پر مشتمل ایک مستند اور حسین گلدستہ

بنام

عظمتِ موئے مبارک ﷺ

تالیف

مفتی محمد احمد رضا قادری مصباحی
صدر المدرسین جامعہ اہلسنت جوہر العلوم
گنجریا اسلام پور ضلع اتر دیناجپور بنگال



شعبہ نشر و اشاعت
جامعہ اہل سنت جوہر العلوم
گنجریا اسلام پور ضلع اتر دیناجپور مغربی بنگال

روضۂ موئے مبارک شریف





Published BY:
Shoba-e-Nashr-o-Ishaat
JAMIA AHLE SUNNAT JAUHARUL ULOOM
GUNJARIA, ISLAMPUR, UTTAR DINAJPUR (W.B)

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضور رحمت عالم محمد مصطفےٰ کے موئے مبارک کے
فضائل و مناقب پر مشتمل ایک مستند اور حسین گلدستہ

بنام

عظمتِ موئے مبارک

صلی اللہ علیہ وسلم

تالیف

مفتی محمد احمد رضا قادری مصباحی
صدر المدرسین جامعہ اہل سنت جوہر العلوم گنجریا
ڈاکخانہ گنجریا بازار وایا اسلام پور ضلع اتر دیناجپور (مغربی بنگال)

ناشر
شعبہ نشر و اشاعت
جامعہ اہل سنت جوہر العلوم گنجریا
ڈاکخانہ گنجریا بازار وایا اسلام پور ضلع اتر دیناجپور (مغربی بنگال)
8617008310/7001765169



نام کتاب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عظمت موئے مبارک

مصنف ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مفتی محمد احمد رضا قادری مصباحی

پروف ریڈنگ ۔۔۔۔۔۔

تعداد ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ 500

سن اشاعت ۔۔۔۔۔۔۔ ۱۴۴۵ھ/2023ء

ناشر

شعبۂ نشر و اشاعت جامعہ اہلسنت جوہر العلوم گنجریا

ملنے کا پتہ

جامعہ اہلسنت جوہر العلوم گنجریا، تھانہ اسلامپور، ضلع اتر دیناجپور بنگال

رابطہ نمبر

8617008310

7001765169

شرف انتساب

اپنی اس معمولی کاوش کو حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جملہ آل و اصحاب خصوصا سید الشہداء سرکار امام عالی مقام سیدنا امام حسین و جملہ شہدائے کرب و بلا رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نام منسوب کرتا ہوں جو آسمان عشق و وفا کے مہر درخشاں ہیں اور جن کی ضوٗ بار کرنوں سے حیات انسانی کا ہر ایک گوشہ تابندہ ہے۔

شرف اہتداء

علم و ادب کا شاداب گلشن جامعہ اہلسنت جوہر العلوم گنجریا، اس کے فرزندان، ارکان، اساتذہ وطلبہ بالخصوص مخدوم گرامی عالی مرتبت حضرت مولانا محمد جمیل اختر اشرفی صاحب قبلہ گنجریاوی کے نام بطور ہدیہ پیش ہے جن کے پیہم جہد کے نتیجے میں ہم سب کو رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک کی قربت میسر ہے۔

گر قبول افتد زہے عز وشرف

طالب دعا

احقر محمد احمد رضا مصباحی غفرلہ ولابویہ

۱۶؍محرم الحرام ۱۴۴۵ھ/ ۴؍اگست ۲۰۲۳ء

فہرست مضامین

فہرست مضامین

عرض ناشر

الحمد لولیہ والصلوۃ علی نبیہ

جامعہ اہلسنت جوہر العلوم گنجریا علاقہ واطراف میں اپنے خاص منہج تعلیم وتعلم ودینی خدمات کے حوالے سے بہت مشہور ومعروف ہے، ادارہ کے شعبہ جات میں درس نظامیہ، حفظ وقرأت اور ناظرہ ودینیات کے شعبے طلبہ کی تعلیم وتربیت کے لئے مخصوص ہیں جبکہ افادۂ عام کے لئے شعبۂ افتاء کا قیام بھی عمل میں لایا گیا ہے جو پورے انہماک کے ساتھ مصروف عمل ہے۔

جامعہ کی طرف سے حسب موقع دینی کتابوں کی بھی اشاعت ہو سکے اس غرض سے شعبۂ نشر و اشاعت کا اعلان از یں قبل کیا جا چکا ہے اور اب اس جہت میں عملاً اقدام ہو رہا ہے چنانچہ سلسلۂ اشاعت کا آغاز کرتے ہوئے جامعہ کے صدر المدرسین وصدر مفتی حضرت علامہ مفتی محمد احمد رضا قادری مصباحی صاحب قبلہ کی تازہ ترین تالیف **,عظمت موئے مبارک**، جس کو انھوں نے جامعہ میں رونق افروز حضور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک کو ذہن میں رکھ کر مرتب کیا ہے، اسے شائع کرنے کا شرف حاصل ہو رہا ہے۔

کسی بھی کتاب کی طباعت واشاعت ایک مشکل کام ہے اور اس کے لئے پیہم جہد وخطیر رقم کی ضرورت ہوتی ہے پھر کہیں اس کا تسلسل برقرار رہتا ہے، خیر اس لحاظ سے ہم شکر گزار ہیں اپنے ان احباب کرام کے جن کی خاص توجہات کی بنا پر کتاب کی اشاعت کا راستہ ہموار ہوا۔ یہاں ہم قوم کے ان ذی حیثیت افراد سے یہ عرض کرنا چاہیں گے کہ دینی کتابوں کی اشاعت میں صدقۂ جاریہ سمجھ کر حصہ لیا کریں یہ آپ کے مرحومین کے لئے ذریعۂ ثواب اور آپ کے لئے خدمت دین کا بہترین طریقہ ہوگا۔

دعاء ہے کہ مولیٰ تعالیٰ جامعہ اہلسنت جوہر العلوم کی اس خدمت کو قبولیت دوام عطا کرے اور کتاب ہذا کے مصنف واس کی اشاعت میں تعاون فرمانے والے حضرات کو اجر عظیم سے مالا مال فرمائے۔ آمین۔

محمد تنویر عالم مصباحی عفی عنہ

سکریٹری جامعہ اہلسنت جوہر العلوم گنجریا

تائید جمیل

ازقلم: مخیر قوم وملت حضرت مولانا **جمیل اختر اشرفی** صاحب مدظلہ العالی

حامداً و مصلیاً

بڑی مسرت ہوئی یہ دیکھ کر کہ برادر عزیز مفتی احمد رضا مصباحی زیدہ حبہ صدر مدرس جامعہ اہلسنت جوہرالعلوم گجریا نے حضور نبی رحمت ﷺ کے موئے مبارک کی فضیلت وخاصیت پر یہ رسالہ ,, **عظمت موئے مبارک**،، تالیف کیا ہے جس کی بہت ضرورت تھی کیوں کہ جامعہ اہلسنت جوہرالعلوم گجریا حضور پرنور ﷺ کے موئے مبارک کے وجود مسعود سے معطر ومنور ہے۔

یہ گدائے بارگاہ اشرفی اس عظیم احسان پر اپنے رب کریم کی بارگاہ میں بطور خاص سجدہ شکر بجالاتا ہے کہ اس نے یہ سعادت مجھے بخشی کہ سرکار ابدقرار سیدنا محمد مصطفےٰ ﷺ کا موئے مقدس نبیرۂ حضور محدث اعظم ہند مخدوم الاصفیاء ملاذ العلماء شیخ طریقت حضور علامہ الحاج الشاہ سید محمد جیلانی میاں صاحب قبلہ کچھوچھوی کے حکم پر الحاج یوسف بھائی ساکھر والا بھاؤنگر گجرات سے ۱۹۹۸ء کو مجھے عطا ہوا جو پچھلے کئی سال تک خاص میرے غریب خانے میں مہبط انوار وبرکات بنا رہا۔ اسی طرح نومبر ۱۹۹۷ء کو اپنے پہلے عمرہ کے موقع پر جب یہ عاجز طواف بیت اللہ میں مصروف تھا تو غلاف کعبہ کا ایک ٹکڑا دستیاب ہوا جس کو ہم نے تبرکا محفوظ کر لیا تھا، نیز اس خزانہ تبرکات میں خاک شفا بھی شامل ہے جو مدینہ طیبہ سے مرحمت ہوئی تھی اور اب یہ عظیم الشان تبرکات مدرسہ جوہر العلوم گجریا کے سپرد دیں تا کہ عوام وخواص سبھی ان کے فیوض وبرکات سے مالامال ہوتے رہیں۔

اسی مناسبت سے موئے مبارک کی اہمیت وفضیلت پر یہ کتاب منظر عام پر لائی جارہی ہے جو بڑی خوش آئند بات ہے، ہم نے کتاب ہذا کی فہرست دیکھی جس سے اندازہ ہوا کہ اپنے موضوع پر جامع ہوگی، دعا ہے کہ رب جلیل اسے شرف قبولیت سے نوازے اور اس کے مؤلف وناشر کو سعادت دارین سے مالامال فرمائے آمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔

دعاگو۔ جمیل اختر اشرفی گجریاوی

کلمات تقریب

ازقلم: خطیب شہیر مفکر ملت حضرت مولانا مفتی فیروز عالم رضوی مصباحی صاحب قبلہ
پرنسپل جامعہ غوثیہ چوپڑا ضلع اتر دیناجپور بنگال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چمن طیبہ میں سنبل جو سنوارے گیسو
حور بڑھ کر شکن ناز پہ وارے گیسو
ہم سیاہ کاروں پہ یارب تپش محشر میں
سایہ افگن ہوں ترے پیارے کے پیارے گیسو

یہ حقیقت ہے کہ انبیاء وصالحین سے منسوب چیزیں بڑی بابرکت اور فیض رساں ہوتی ہیں یہی وجہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے آثار کو بطور تبرک محفوظ رکھنا اور ان سے برکت حاصل کرنا حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا معمول تھا آج بھی اہل محبت ان تبرکات مقدسہ کو حصول فیض و برکت کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور ان کی حرمت کے تحفظ کے لئے جان کا نذرانہ پیش کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ کتب احادیث وسیر کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور ﷺ سے دعائیں کروانے کے علاوہ دوسرے طریقوں سے بھی برکت حاصل کرتے تھے مثلاً آپ کے دست مبارک سے اپنے اوپر مسح کرواتے آپ کے جسم اطہر کو تبرکا مس کرتے آپ کے وضو کے بچے ہوئے پانی سے تبرک حاصل کرتے آپ کے پسینہ مبارکہ کو بطور خوشبو استعمال کرتے ناخن لباس عصا چادر بستر اور خاص کر موئے مبارک سے فیض حاصل کرتے۔

الغرض ہر اس چیز کو باعث برکت سمجھتے اور تبرک حاصل کرتے جس کی کچھ نہ کچھ نسبت حضور ﷺ سے ہوتی یہاں تک کہ حضور ﷺ کے غبار راہ کو بھی صحابہ، تابعین، تبع تابعین، محدثین، ایمہ مجتہدین، فقہاء ملت، علماء امت اور سلاطین عالم نے اپنے لیے موجب برکات سمجھا اور ان آثار و تبرکات کو بڑے ہی ادب واحترام سے محفوظ رکھتے ہوئے خاص مواقع پر بڑے ہی عقیدت و اہتمام کے ساتھ مسلمانوں کو ان تبرکات کی زیارت کرواتے چلے آرہے ہیں اسی سلسلے کی ایک پاکیزہ کڑی جامعہ اہلسنت جوہرالعلوم گجریا بھی ہے، الحمدللہ معین قوم وملت حضرت مولانا جمیل اختر

اشرفی گنجریاوی کے توسط سے موے مبارک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی فیوض و برکات سے مالامال ہونے اور عوام اہلسنّت کو فیضیاب کرنے کا شرف جامعہ اہلسنت جوہر العلوم گنجریا کو حاصل ہے۔اسی مناسبت سے موے مبارک کی عظمت پر رئیس العلماء حضرت مولانا تنویر احمد برکاتی مصباحی کے پیہم اصرار پر جامعہ کے صدر المدرسین جماعت اہلسنّت کے عظیم عالم نکتہ سنج خطیب بالغ نظر مفتی محقق قلمکار حضرت علامہ مفتی محمد احمد رضا خان رضوی مصباحی کی کاوش زیر نظر کتاب ,, **عظمت موے مبارک**،، جوان کے ایک درجن سے زائد علمی تحقیقی تصنیفات میں سے ایک عظیم شاہکار ہے جس میں انبیاء ومرسلین علیہم السلام بالخصوص سرچشمہ فیوض و برکات محسن انسانیت ﷺ کے تبرکات مقدسہ پر قرآن واحادیث اور اقوال ایمہ وفقہاء کی روشنی میں سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے مولف کا اسلوب بڑا پیارا اور انداز تحریر نہایت ہی شگفتہ ہے۔

کتاب کی چیدہ چیدہ جگہوں کے مطالعہ اور فاضل مصنف کی سابقہ تصنیفات کی افادیت ومقبولیت کو دیکھ کر مجھے امید قوی ہے کہ زیر نظر تصنیف لطیف قبولیت کا آسمان چھوے گی اور قلمکاروں کے لئے مواد خطباء کے لئے معلومات کا خزانہ اور عوام اہلسنّت کے لئے تبرکات صالحین بالخصوص موے مبارک ﷺ سے برکت وتوسل کے واسطے انمول تحفہ اور مشعل راہ ثابت ہوگی۔دل کی اتھاہ گہرائیوں کے ساتھ دعاءگو ہوں کہ یہ کتاب ,,**عظمت موے مبارک**،، جامعہ اہلسنت جوہر العلوم گنجریا کے علمی اور قلمی کارواں کو آگے بڑھانے میں سنگ میل ثابت ہو اور پروردگار عالم اپنے حبیب مکرم ﷺ کے صدقے فاضل مصنف کو مزید علمی و دینی خدمات کا حوصلہ عطاء فرمائے آمین ثم آمین۔

فقط گدائے در حافظ و رضا احقر العباد
محمد فیروز عالم رضوی مصباحی گنجریاوی
پرنسپل وصدر جامعہ غوثیہ ایجوکیشنل ٹرسٹ کالج پارہ چوپڑا اتر دیناجپور بنگال (الہند)

کلمات خیر

ازقلم: ادیب شہیر حضرت مولانا مفتی عرفان عالم اشرفی مصباحی صاحب قبلہ
صدر المدرسین دار العلوم شہودیہ اصلاح المسلمین بھینس پٹہ تھانہ چوپڑا، اتر دیناجپور بنگال

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

اما بعد

اسلام کی ترویج واشاعت کے تین اہم طریقے ہیں تقریر، تدریس اور تصنیف ، یہ تینوں خوبیاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص انعام ہیں۔ان خوبیوں کا مالک اللہ تعالیٰ کا خوش نصیب بندہ ہوتا ہے جو ہر ایک کو میسر نہیں۔

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا　　ہر مدعی کے واسطے دار ورسن کہاں

بفضلہ تعالیٰ مفتی احمد رضا صاحب مصباحی ان تینوں خوبیوں کے مالک ہیں۔ازیں قبل ان کی تحریر کردہ کئی کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں جو اچھی تحقیقات کی حامل ہیں اور مقبول خاص و عام بھی ہیں۔زیر نظر کتاب بنام "عظمت موئے مبارک" جس کا میں نے جستہ جستہ مطالعہ کیا مفتی صاحب نے اس میں بڑی اچھی تحقیق پیش کی ہے اور سمندر کو کوزے میں سمونے کا کام کیا ہے، یوں تو یہ عنوان ضخیم کتابوں میں ملتا ہے لیکن اس کتاب میں منفرد طور پر موئے مبارک رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت و اہمیت کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو وقت کی اہم ضرورت ہے، مفتی صاحب سے گزارش ہے کہ زبان وقلم سے قوم وملت کی تعمیر وترقی میں حصہ لیتے رہیں۔

تعمیر کی جانب صفت سیل رواں چل!　　یہ وادی بھی تمہاری ہے یہ گلشن بھی تمہارا

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مقبول خاص وعام کرے آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

محمد عرفان عالم اشرفی مصباحی گنجریاوی
صدر المدرسین دار العلوم شہودیہ اصلاح المسلمین بھینس پٹہ
تھانہ چوپڑا اتر دیناجپور بنگال

کلمات تحسین

ازقلم: فاضل جلیل حضرت مولانا مفتی امتیاز عالم رضوی صاحب قبلہ

نحمدہٗ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

جامعہ اہلسنت جوہر العلوم گنجریا اسلامپور شمالی بنگال کا ایک قدیم ادارہ ہے جو نصف صدی سے بھی زائد عرصہ سے قوم وملت کی دینی خدمات انجام دے رہا ہے، جامعہ کے متعدد شعبہ جات ہیں جن کی تعمیر وترقی میں اہل علم مستعدی کے ساتھ مصروف عمل ہیں، جامعہ میں ایک شعبہ نشر واشاعت کا بھی قائم کیا گیا ہے جس کا پہلا ثمرہ بن کر یہ کتاب ,, عظمت موئے مبارک ،، نمودار ہورہی ہے۔

جوہر العلوم گنجریا میں حضور پاک ﷺ کے موئے مبارک پچھلے کئے سالوں سے زیارت گاہ خلائق بنا ہوا ہے اور عوام وخواص اس کی برکتوں سے مستفیض ہورہے ہیں اور خاص اس کے لئے ہر سال ۱۲ ربیع الاول شریف کو ایک جلسہ عام کیا جاتا ہے، لیکن یہ دیرینہ خواہش بار بار اس بات پر ابھار رہی تھی کہ خطابات کے ذریعہ تو موئے مبارک کی عظمت وفضیلت کا ذکر ہوتا ہی رہتا ہے تحریری طور پر بھی اس کے تذکرے کا اہتمام کرکے امت مسلمہ کے دلوں میں اس کی محبت اجاگر کی جائے، ہمارے اس احساس کو عملی جامہ پہناتے ہوئے گرامی قدر مفتی احمد رضا صاحب قبلہ مصباحی صدر المدرسین جامعہ ہذا نے اہل محبت کی خدمت میں یہ تحفہ پیش کیا ہے۔

مفتی صاحب قبلہ کی یہ کتاب جس کا نام ,, عظمت موئے مبارک ،، ہے جگہ جگہ سے دیکھنے کا اتفاق ہوا ،ماشاء اللہ موصوف نے بڑی محنت وجستجو کے ساتھ مضامین یکجا کرکے انھیں حسن ترتیب سے آراستہ کیا ہے جو لائق تحسین کارنامہ ہے۔ دعاء ہے کہ مولیٰ تعالیٰ ان کے قلم میں مزید زور روانی عطا فرمائے اور ایسے ہی گرانقدر تصنیفات کے ذریعے خدمت دین کی توفیق بخشے۔ آمین۔

والسلام

محمد امتیاز عالم رضوی گنجریاوی

ناظم تعلیمات جامعہ اہلسنت جوہر العلوم گنجریا

۱۱ رصفر المظفر ۱۴۴۵ھ/ 29 راگست 2023ء

کلمات توصیف

ازقلم: حضرت مولانا محمد فردوس احمد قادری نقشبندی صاحب قبلہ

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ادیب شہیر فقیہ اہلسنت حضرت علامہ مفتی محمد احمد رضا قادری مصباحی صاحب کی کتاب ,, **عظمت موئے مبارک** ،، کا میں نے مطالعہ کیا موصوف کی گوناگوں مصروفیات ہونے کے باوجود انھوں نے نہایت ہی عرق ریزی وژرف نگاہی سے تبرکات مبارکہ سے متعلق آیات کریمہ واحادیث شریفہ مع تشریحات صفحۂ قرطاس پر سپرد قلم کیا ہے موصوف نے کتاب کی جمع وترتیب میں بڑی محنت کی ہے، اہل علم ودانش پر کسی کتاب کی ترتیب وتالیف اور اس کے دشوارکن مراحل مخفی نہیں، مفتی صاحب طرز تحریر وانداز ترتیب کے اعتبار سے منفرد وعظیم النظیر حیثیت کے حامل ہیں جس کا اندازہ قارئین کرام بعد مطالعہ بخوبی لگا سکتے ہیں۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں التجا ہے کہ مفتی صاحب کی یہ خدمت قبول فرمائے اور اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

فقیر محمد فردوس احمد قادری نقشبندی غفرلہٗ/ استاذ جامعہ اہلسنت جوہر العلوم گنجریا

حروف محبت

ازقلم: فخر القراء حضرت حافظ وقاری محمد تجمل حسین نوری صاحب قبلہ

نحمدہٗ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم واٰلہ وصحبہ اجمعین

فاضل جلیل عالم نبیل حضرت علامہ ومولانا مفتی احمد رضا صاحب مصباحی صدر المدرسین وصدر شعبۂ افتاء جامعہ اہلسنت جوہر العلوم گنجریا کی تصنیف کردہ موئے مبارک کے فضائل وفوائد پر مشتمل کتاب مسمی بہ ,, **عظمت موئے مبارک** ،، کے مضامین پڑھ کر بے حد مسرت ہوئی جس کو انھوں نے جامعہ اہلسنت جوہر العلوم گنجریا میں رونق افروز حضور پاک ﷺ کے موئے مبارک کو خراج محبت پیش کرنے کے لئے لکھا ہے۔ ماشاء اللہ واقعتاً کتاب کا جیسا نام تجویز ہوا ویسا ہی اس کے مواد ومضامین بھی کارآمد وروح پرور ہیں، اللہ کریم کی بارگاہ میں دعا ہے مؤلف موصوف کی خدمات کو قبول فرمائے، مزید دنیا وآخرت میں برکات وحسنات سے مالا مال فرمائے۔ آمین

والسلام مع الاکرام۔ محمد تجمل حسین نوری گنجریاوی

تقریظ جلیل

زینت مسند تدریس حضرت مولانا خیرالدین مصباحی صاحب مدظلہ النورانی

استاذ دارالعلوم ضیائے مصطفیٰ فہیم آباد کالونی کانپور یوپی

مبسملا وحامدا ومصلیا

اللہ تبارک وتعالیٰ کا بے پایاں شکر واحسان ہے کہ اس نے جامعہ اہل سنّت جوہرالعلوم گنجریا کی سرزمین کو*موئے مبارک* ودیگر تبرکات کی عظیم نعمتوں سرفراز فرمایا ہے جس سے ہماری ایمانی حرارت کو اسپرٹ ملتی ہے خود کو جلا بخشنے دامن مراد کو گوہر سے بھرنے کے لئے سارے عاشقان رسول بے تاب رہتے ہیں مستزاد یہ کہ عشق رسول ﷺ کے بحر ناپیدا کنار میں غوطہ زن محب گرامی حضرت علامہ مفتی احمد رضا صاحب صدرالمدرسین جامعہ اہل سنّت جوہرالعلوم گنجریا کی کتاب ,عظمت موئے مبارک،، بھی معرض وجود میں آرہی ہے سلف صالحین وصحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جن کے مقدس سینوں میں محبت رسول کے ہزاروں پھول کھلے ہوئے تھے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے موئے مبارک کو تیمن و برکت کے لئے اپنے پاس رکھنا اپنا گراں بہا سرمایہ سمجھتے تھے۔

محمد ابن سیرین کہتے ہیں کہ میں نے عبیدہ السلمانی کو بتایا کہ ہمارے یہاں سرور کائنات فخر موجودات ﷺ کے موہائے مبارک میں سے چند مقدس بال ہیں جو ہمیں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطہ سے ملے ہیں اس پر انہوں نے کہا کہ اگر میرے پاس نبی رحمت ﷺ کا ایک موئے مبارک ہو تو مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ پیارا ہے (زینی دحلان ,, السیرۃ النبویہ ج ۳ ص ۲۲۱)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں۔

میں نے اپنے آقا علیہ السلام کو دیکھا کہ حجام موہائے مبارک مونڈ رہا تھا اور صحابہ کرام اپنے آقا کے ارد گرد دائرہ بنا کر کھڑے تھے اور ان کا یہ ارادہ تھا کہ حضور ﷺ کا کوئی بال زمین پر نہ گرنے پائے ہر شخص تیمن اور برکت حاصل کرنے کے لئے حضور ﷺ کے موئے مبارک کو اپنی ہتھیلی پر لیتا تھا (الشفاء ج ۲ ص ۵۹۳ عربی)

حضرت عروہ بن مسعود بیان کرتے ہیں۔

:ولا تسقط منہ شعرۃ الا ابتدروھا: اور (جب) حضور ﷺ کا کوئی بال گرتا تو اسے حاصل کرنے میں جلدی کرتے (صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۷۹)

یہ بات قابل غور ہے کہ قرآن وحدیث میں اس نوعیت کا کوئی حکم وارد نہیں ہوا ہے لیکن صحابہ کرام کا یہ سارا عمل بتقاضائے ادب وتعظیم اور عشق ومحبت رسول ہے، واضح رہے کہ اطاعت کا معنی ہے حکم ماننا، حکم کی تعمیل کرنا اتباع کا معنی ہے پیروی کرنا یعنی پیچھے چلنا، یہ دونوں الفاظ قریب المعنی ہونے کے باوجود ان دونوں میں بڑا فرق ہے اطاعت کا دائرہ محدود جبکہ اتباع کا دائرہ بہت زیادہ وسیع ہے صحابہ کرام کا یہ عمل اطاعت نہیں بلکہ اتباع ہے حکم رسول کو ماننا اطاعت ہے جبکہ تعمیل میں فنا ہو جانا اتباع ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

:وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہا کم عنہ فانتھو: اور جو کچھ رسول تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمادیں اس سے سے رک جاؤ (الحشر)

اللہ ربّ العزت نے اپنے اور اپنے رسول کے مابین نسبت اطاعت کو واضح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

:من یطع الرسول فقد اطاع اللہ : جو کوئی رسول اللہ کی اطاعت کرے پس اس نے یقینا اللہ کی اطاعت کی (النساء)

اس بناء پر جو فرد بشر حکم رسول ﷺ میں سر تسلیم خم کرتا ہے وہ درحقیقت اللہ ہی کے حکم کی تعمیل کرتا ہے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کا مذکورہ عمل اطاعت نہیں بایں وجہ حضور ﷺ نے ایسا کوئی حکم نہیں دیا کہ میرے وضو کے پانی کے قطرات گریں تو انہیں اٹھالیا کرو لعاب دہن پھینکوں تو چہرے پر مل لیا کرو کہیں بھی آپ نے اس نوعیت کا حکم نہیں دیا لیکن اس سے منع بھی نہیں فرمایا یہ سب کچھ حضور ﷺ کے سامنے ہوتا رہا آپ اپنے جاں نثاروں کے عقیدت ومحبّت سے مملوء جذبات کا مشاہدہ کرتے رہے حکم امتناعی جاری نہیں کیا اب یہ نکتہ قابل توجہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے یہ سارا جو کچھ کیا حد کے اندر رہے یا حد سے بڑھ کر؟ یقینا حد سے بڑھ کر ہے درحقیقت یہی ایمان ہے اور اسی چیز کا قرآن مجید میں حکم دیا گیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

:فالذین آمنوا بہ وعزروہ و نصروہ واتبعوا النور الذی أنزل معہ اولئک

ھم المفلحون: پس جولوگ اس (نبی امی) پر ایمان لے آئے اور آپ کی (حد سے بڑھ کر) تعظیم کی اور آپ کی مدد کی اور اس نور کی پیروی کی جو آپ کے ساتھ اتارا گیا وہی خوش نصیب کامیاب وکامران ہیں (الاعراف)

واضح رہے کہ تعزیر اور تعظیم میں فرق ہے تعظیم حد کے اندر رہ کر کئے جانے والے ادب سے عبارت ہے جبکہ حد سے بڑھ کر مبالغے کے ساتھ کی جانے والی تعظیم اصطلاح قرآن میں تعزیر سے موسوم ہے اسی لئے قرآن مجید میں لفظ تعظیم کی بجائے تعزیر استعمال کیا گیا خلاصہ یہ کہ لوگو اگر ایمان میں کمال چاہتے ہو تو محض اطاعت پر اکتفانہ کرو بلکہ اتباع رسول ﷺ میں فنا ہو جاؤ اور تعظیم و ادب رسول ﷺ میں حد سے گذر جاؤ اور غلامی رسول میں فنائیت ہی کامل اتباع اور ادب و تعظیم رسول میں حد سے آگے گذر جانا ہی تعزیر رسول ہے۔

قابل صد رشک ہیں وہ لوگ جن کے شب وروز قرآن وحدیث پڑھنے اور ان کے احکام پر عمل کرنے میں صرف ہوتے ہیں انہیں میں سے محب گرامی حضرت علامہ مفتی احمد رضا صاحب صدر المدرسین جامعہ اہل سنّت جوہر العلوم گنجریا بھی ہیں جن کو رب تبارک وتعالی نے علم قرآن وسنت، فن کتابت وخطابت، درس وتدریس وافتاء میں مہارت، فہم وفراست، وسعت قلب ونظر، جود وسخا، قادر الکلامی، کسر نفسی، جہد مسلسل، وفور شوق، درد وسوز، نفع رسانی کے جذبہ سے سرشار، اور بہت سی خوبیوں سے مزین فرمایا ہے انہوں نے گلشن محبت سے منتخب پھولوں کا ایک حسین گلدستہ جن کا نام ,,عظمت موئے مبارک،، ہے سینۂ قرطاس پر سجا دیا ہے اور اپنی وسعت کے مطابق ان پھولوں کی خوشبوؤں سے لطف اندوز ہونا عوام وخواص کا کام ہے میں دعا گو ہوں ربّ العالمین موصوف کو علم وعمل میں مزید ترقی عطاء فرمائے اور دین ودنیا کی دولتوں سے مالا مال کر دے آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

خیر الدین احمد مصباحی گنجریاوی
دار العلوم ضیاء مصطفی فہیم آباد کالونی کانپور اتر پردیش

02 ستمبر 2023ء

عرض حال



منور میری آنکھوں کو میرے شمس الضحیٰ کر دیں
غموں کے دھوپ میں وہ سایۂ زلف دوتا کر دیں

ضلع اتر دیناجپور وکشن گنج کا معروف دینی ادارہ جامعہ اہلسنت جوہر العلوم گنجریا تھانہ اسلامپور ضلع اتر دیناجپور بنگال میں حضور سید العالمین محمد مصطفیٰ ﷺ کا موئے مبارک پچھلے کئی سالوں سے خاص فضل الہی کا سائبان ومصدر خیر برکت بنا ہوا ہے۔

انا فی عطش وسخاک اتم اے گیسوئے پاک اے ابر کرم
برسن ہارے رم جھم رم جھم دو بوند ادھر بھی گرا جانا

جامعہ میں اس انمول تبرک کو رکھنے کا یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ باضابطہ گنبد ومنار پر مشتمل ایک چار منزلہ اونچی عمارت خاص اس کی تکریم وحفاظت کے لئے تیار کی گئی ہے جس کے اوپر کے منزلہ میں عین گنبد کے نیچے سینے تک اونچا ایک چبوترہ بنا گیا ہے جس کو فرش مع دیواروں کے خوبصورت ٹائلس بچھا کر خوب مزین کیا گیا ہے، اس چبوترے پر شیشہ کے ایک باکس کے درمیان لگ بھگ ایک بالشت اونچی اور گول چاندی کی ایک جالی دار جاذب نظر ڈبیہ میں ایک شیشی کے اندر مشک کے منبر پر موئے مبارک رونق افروز ہے۔

وہ آئے گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

دوسرے ایام میں یہ کمرہ تالا بند رہتا ہے صرف بارہ ربیع الاول شریف کو عام زیارت کے لئے سب سے نیچے کی منزل میں ایک خوبصورت اسٹیج لگا کر موئے مبارک کو

پورے اہتمام کے ساتھ اس پر رکھا جاتا ہے اور زائرین مسلسل اس کی زیارت بابرکات سے مشرف ہوتے ہیں پھر چودہ تاریخ کی صبح کو اوپر اسی جگہ محفوظ کر دیا جاتا ہے جو اس کے لئے مخصوص ہے جبکہ جامعہ کے طلبہ روزانہ صبح وشام اس کے نیچے کھڑے ہو کر صلوۃ وسلام پڑھتے رہتے ہیں۔

وہ کرم کی گھٹا گیسوئے مشک سا
لکۂ ابر رافت پہ لاکھوں سلام

حضور جان عالم روحی فداہ ﷺ کے موئے مبارک کا کسی جگہ تشریف فرما ہونا کوئی معمولی بات نہیں ہے بلکہ یہ ایسا عظیم مجد وشرف ہے جو عنایت آقائے کریم ﷺ کے طفیل بارگاہ یزدانی سے میسر آتا ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

لہٰذا اس ضمن میں بڑے خوش نصیب واقع ہوئے ہیں اہل گنجریا کہ ان کی بزم ہستی حضور خاتم النبیین ﷺ کے جسد مطہر وجسم قدسی ناز کا مقدس بال شریف کے وجود مسعود سے منور وگلفشاں ہے ہاں اس بحر سعادت کے ساحل میں جس بیدار بخت شخص نے اہل گنجریا واطراف کے لوگوں کو اس کے مست جھونکوں سے لطف اندوز ہونے کا موقع فراہم کیا وہ مخدوم محترم مخیر ملت حضرت مولانا جمیل اختر اشرفی صاحب قبلہ گنجریاوی کی ذات ہے جن کا خوبصورت نام اس حوالے سے ادب واحترام اور دعاؤں کے ساتھ ہمیشہ لیا جاتا رہے گا ان شاء اللہ تعالیٰ، حضرت مدظلہ العالی نے اپنے تائیدی کلمات میں اس بات کا ذکر فرمادیا ہے کہ موئے مبارک کو انھوں نے کب اور کس ذریعہ سے حاصل کیا ہے اور اس سلسلے میں حضرت شیخ طریقت علامہ سید جیلانی میاں صاحب قبلہ کچھوچھوی کا حوالہ کافی ہے جن کا نام گرامی خاص اس تعلق سے سند کا

درجہ رکھتا ہے۔

قابل صد رشک تیرا التفات
کھل گئی تقدیر الفت شکریہ

راقم آٹھ مارچ ۲۰۲۱ء کو بحیثیت صدر المدرسین جامعہ ہذا میں خدمت کے لئے حاضر آیا اور تادم تحریر یہیں موجود ہے اس درمیان محب گرامی وقار حضرت مولانا تنویر عالم مصباحی صاحب قبلہ سکریٹری جامعہ ہذا نے یہ خواہش ظاہر فرمائی کہ اگر موئے مبارک کے فضائل و برکات پر مشتمل ایک کتابچہ تیار ہو جاتا تو عام لوگوں کے دلوں میں اس کی تئیں محبت وعقیدت کے جذبات بیدار کرنے میں بڑا معین ومددگار ثابت ہوتا گو کہ اس موضوع پر بہت سے اہل محبت نے رسائل ومضامین لکھے ہیں لیکن خاص ہمارے جامعہ کی طرف سے ایک رسالے کا اس حوالے سے منصۂ شہود پر آنا ہم سب کے لئے بڑی سعادت کی بات ہوگی۔

چنانچہ ان کی اظہار تمنا سے مہمیز ہو کر امسال رمضان المبارک میں اس کام کی طرف متوجہ ہوا اور ہجوم اشغال کے باوجود قربانی سے قبل ہی رسالہ مرتب ہوگیا بحمدہ تعالیٰ۔

گیسوئے کرم کھل جائیں اگر رحمت کی گھٹا برسے جم کر
پیاسے یہ کہیں خوش ہو ہو کر اے ابر رحمت کیا کہنا

رسالہ ہذا کو بہت ہی سہل انداز میں ترتیب دیا گیا ہے تاکہ عام فہموں پر گراں نہ ہو اور صرف انھیں احادیث و روایات کو لیا گیا ہے جن سے فقط موئے مبارک کے فضائل و مناقب مترشح ہیں نیز اس مناسبت سے اس کا نام ,,عظمت موئے مبارک ﷺ،، رکھا گیا ہے امید ہے کہ اہل محبت آمادۂ پسند ہوں گے اور رب کریم اجر وافر سے نوازے گا۔

میں یہاں خاص مشکور وممنون ہوں حضرت مولانا تنویر عالم مصباحی صاحب قبلہ سکریٹری جامعہ ہذا کا کہ انھوں نے پیہم اصرار کرکے اس ہیچمداں سے نہ صرف کتاب لکھوائی بلکہ

اس کی اشاعت کے انتظام کا ذمہ بھی بڑی فراخدلی کا ساتھ اٹھایا جو سب سے مشکل مرحلہ تھا جبکہ ان کا الطاف کریمانہ ہر موڑ پر مجھے سنبھالا دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ انھیں دارین میں خوش رکھے۔

کچھ تو ہوتے ہیں الفت میں جنوں کے آثار
اور کچھ لوگ بھی دیوانہ بنا دیتے ہیں

علاوہ ازیں یہاں نہایت ہی ادب و احترام کے ساتھ سرزمین گنجریا کے نامور علماء اور جوہر العلوم گنجریا کے قابل فخر فرزندوں کی خدمت میں تشکر و امتنان کا ہدیہ پیش کرنا بھی لازمی سمجھتا ہوں جن کی محبتوں اور حوصلہ انگیز عنایتوں کی باد بہاری سے ہمارا گلشن کاوش اس صورت میں ثمر بار رہوا۔

خصوصا مخدوم گرامی حضرت مولانا جمیل اختر اشرفی صاحب قبلہ، حضرت مفتی فیروز عالم مصباحی صاحب قبلہ، حضرت مفتی عرفان عالم اشرفی مصباحی صاحب قبلہ، حضرت مولانا خیر الدین مصباحی صاحب قبلہ، حضرت مفتی امتیاز عالم رضوی صاحب قبلہ، حضرت حافظ و قاری تجمل حسین نوری صاحب قبلہ اور جامعہ کے استاذ حضرت مولانا فردوس احمد نقشبندی صاحب قبلہ کہ ان کرم پیشہ علماء اور خوش خواحباب نے اس جہت میں ہماری خوب حوصلہ افزائی فرمائی اور اپنے گراں قدر تاثرات عطا فرما کر کتاب کی وقعت و معنویت میں چار چاند لگا یا۔

کمر باندھے ہوئے چلنے کو یاں سب یار بیٹھے ہیں
بہت آگے گئے! باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں

اور بہت بڑی مسرت کی بات یہ بھی ہے کہ یہ کتاب اس سال ۱۳؍ ربیع النور ۱۴۴۵ھ مطابق 29؍ستمبر 2023ء جامعہ اہلسنت جوہر العلوم گنجریا کا سالانہ روایتی پروگرام جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موقع پر پیر طریقت گل گلزار نقشبندیت شمس العرفاء حضرت علامہ و مولانا الحاج الشاہ سید شمس اللہ جان صاحب قبلہ المعروف بابو حضور مدظلہ العالی والنورانی زیب آستانہ عالیہ سمرقندیہ دربھنگہ کے مبارک ہاتھوں سے منظر عوام میں پیش کی جائے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اخیر میں قارئین کرام سے ادبا یہ عرض کریں گے کہ ہم نے اس کتاب کو اپنے اعتبار سے بہتر بنانے کی بھرپور کوشش کی ہے تاہم اپنے کم علمی اور بے بضاعتی کا ہمیں خوب احساس ہے اس لئے اس میں غلطیوں کا رہ جانا بالکل یقینی ہے چنانچہ کتاب میں آپ کو جہاں کہیں کوئی خامی نظر آئے از راہ اخوت دینی اس سے مطلع کریں تا کہ ازالہ کیا جاسکے۔

والسلام مع الاکرام

احقر احمد رضا قادری مصباحی غفرلہ
صدر المدرسین جامعہ اہلسنت جوہر العلوم گنجریا اسلامپور
ضلع اتر دیناجپور بنگال (الہند)
۲۱؍صفر المظفر ۱۴۴۵ھ
08؍اگست 2023ء

ہے جلوہ گہِ نورِ الٰہی وہ رو

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد لله رب العالمين قيوم السّماوات والأرضين، مدبّر الخلائق أجمعين، باعث الرُّسل صلواته وسلامه عليهم إلى المكلّفين لهدايتهم وبيان شرائع الدين، بالدلائل القطعية، وواضحات البراهين، أحمده على جميع نعمه، وأسأله المزيد من فضله وكرمه، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له الواحد القهار، الكريم الغفّار، وأشهد أنّ سيّدنا محمداً عبده ورسوله وحبيبه وخليله أفضل المخلوقين، المكرم بالقرآن العزيز المعجزة المستمرّة على تعاقب السنين، وبالسنن المستنيرة للمسترشدين سيدنا محمد المخصوص بجوامع الكلم وسماحة الدين صلوات الله وسلامه عليه وعلى سائر النبيين والمرسلين وآل كل وسائر الصالحين:

کعبہ کے بدرالدجیٰ تم پہ کروڑوں درود
طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروڑوں درود
شافعِ روزِ جزا تم پہ کروڑوں درود
دافعِ جملہ بلا تم پہ کروڑوں درود

اللہ اکبر!! عجب شان ہے اس بشیر ونذیر نبی بے نظیر ﷺ کی جس پر رب تعالیٰ خود

مسلسل درود وسلام اور برکت ورحمت کی موسلہ دھار بارش نازل فرمارہا ہے پھر اس کے تمام فرشتے اسی سنت الٰہیہ پر قائم ہیں اس کے بعد اہل ایمان کو بھی یہی حکم مرحمت ہوا ہے کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کی اس خاص سنت پر عمل کرتے ہوئے حضور سید المرسلین ﷺ کی بارگاہ کرم میں لمحہ لمحہ ہدیۂ درود وسلام پیش کرتے رہیں کما قال تعالیٰ۔

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا : بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو ان پر درود اور خوب سلام بھیجو (الاحزاب۔56)

کیا خوب کہا عاشق صادق امام اہلسنت نے۔

اللہ کی سرتابقدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
ایمان کہتا ہے کہ میری جان ہیں یہ

حضور سید عالم ارواحنا فداہ ﷺ کی تعظیم وتوقیر مدار ایمان اور ضروریات دین بلکہ اصل اصول دین ہے اسی لئے حضور ﷺ کی تعظیم وتکریم بجالانا ایک مؤمن کا اولین فریضہ ہے جس کی قطعیت پر قرآن مجید شاہد ہے، اللہ رب العزت فرماتا ہے۔

إِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۙ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ۭ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا : بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر وناظر اور خوشی اور ڈر سناتا تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح وشام اللہ کی پاکی بولو (الفتح۔8/9)

اور بحکم قرآن درحقیقت وہی بندہ دارین کی فلاح وکامیابی سے ہمکنار ہوسکتا ہے جو مکمل تعظیم وتوقیر کے ساتھ حضور پاک ﷺ کی اتباع کرے جیسا کہ اس کا اعلان ہے۔

:اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓىٕثَ وَ یَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ: وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں وہ انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائی سے منع فرمائے گا اور ستھری چیزیں ان کے لیے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں اُن پر حرام کرے گا اور اُن پر سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے جو ان پر تھے اُتارے گا تو وہ جو اس پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اُترا وہی بامراد ہوئے (الاعراف۔157)

پھر جس طرح حضور سید المرسلین ﷺ کی تعظیم واکرام فرض عین ہے اسی طرح آپ کی شان پاک میں ادنیٰ تنقیص وکوتاہی بھی کفر وارتداد ہے اور بارگاہ رسالت کا گستاخ دنیا میں گرفتار لعنت وملامت وآخرت میں دردناک عذاب میں مبتلا رہے گا چنانچہ سورۂ توبہ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

:وَ مِنْهُمُ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ النَّبِیَّ وَ یَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ قُلْ اُذُنُ خَیْرٍ

لَّكُمْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ یُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ رَحْمَةٌ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ: اور ان میں کوئی وہ ہیں کہ ان غیب کی خبریں دینے والے (نبی) کو ستاتے ہیں اور کہتے ہیں وہ تو کان ہیں تم فرماؤ تمہارے بھلے کے لیے کان ہیں، اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور مسلمانوں کی بات پر یقین کرتے ہیں اور جو تم میں مسلمان ہیں ان کے واسطے رحمت ہیں اور وہ جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے (توبہ۔61)

اور سورۂ احزاب میں فرمایا۔

:وَ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا: بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے اُن کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے (الاحزاب۔57)

معلوم ہوا کہ جب حضور رحمت عالم ﷺ کو تکلیف واذیت پہنچانا دنیا وآخرت میں دردناک عذاب کا باعث ہے تو یقینا حضور پاک ﷺ کی تعظیم وتوقیر اور الفت ومحبت عین ایمان ودخول جنت کا ذریعہ ہے بلکہ علماء امت اس بات پر متفق ہیں کہ حضور شفیع المذنبین ﷺ کی متعلقہ اشیاء کا بھی ادب واحترام لازم وضروری ہے اور جو شخص بھی حضور ﷺ کی نسبت والی کسی چیز کی بے ادبی کرے وہ مستحق عذاب نار ہے۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی تعظیم

اللہ رب العزت نے بعض چیزوں کو اپنے دین کی نشانی قرار دیا ہے مثلاً صفا و مروہ پہاڑیوں کے بارے میں قرآن میں آیا ہے۔

:اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآىِٕرِ اللّٰهِۚ: بے شک صفا اور مروہ اللہ کے نشانوں سے ہیں(البقرۃ۔158)

اور پھر ان نشانیوں کی تعظیم و اجلال کو دلوں کا تقویٰ قرار دیا ہے جیسا کہ ارشاد کیا۔

:ذٰلِكَ وَ مَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآىِٕرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ: بات یہ ہے اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیز گاری سے ہے(حج۔32)

اب یہ بتانے کی چنداں ضرورت نہیں کہ صفا و مروہ جو دو چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں ہیں جب وہ بعض انبیاء و صالحین کی نسبت سے مقام شعائر الٰہیہ پر فائز ہوئے اور قابل عظمت و جلالت قرار پائے تو خود سرور کونین، باعث تخلیق کائنات، جان آدم و حوا، صاحب لولاک علیہ التحیۃ والثنا جو اللہ رب العزت کے وجود و قدرت پر سب سے بڑی دلیل و نشانی ہیں ان کی شان عظمت اور مجد بزرگی کا کیا عالم ہوگا کہ اصل کائنات و روح کائنات آپ کی ذات مبارکہ ہے کیا خوب فرمایا حسان الہند نے۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہوں
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہاں ہے

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے محترم چیزوں کی تعظیم کو خصوصی خیر و ثواب کا ذریعہ قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

:وَ مَنْ یُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَیْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ: اور جو اللہ کی حرمتوں کی

تعظیم کرے تو وہ اس کے لیے اُس کے رب کے یہاں بھلا ہے(حج۔30)

اور جب یہ بات ہے تو پھر اللہ رب العالمین کی بارگاہ میں خاتم الانبیاء والمرسلین سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر اور کوئی دوسرا ہے ہی نہیں خود رب کائنات ارشاد فرماتا ہے۔

:تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَ رَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ: یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا ان میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا(البقرہ۔253)

اس کی تفسیر میں حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ رقمطراز ہیں۔

وہ حضور پرنور سیّد انبیاء محمد ﷺ ہیں کہ آپ کو بدرجات کثیرہ تمام انبیاء علیہم السلام پر افضل کیا اس پر تمام امت کا اجماع ہے اور بکثرت احادیث سے ثابت ہے آیت میں حضور کی اس رفعت مرتبت کا بیان فرمایا گیا اور نام مبارک کی تصریح نہ کی گئی اس سے بھی حضور اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کے علوِ شان کا اظہار مقصود ہے کہ ذات والا کی یہ شان ہے کہ جب تمام انبیاء پر فضیلت کا بیان کیا جائے تو سوائے ذات اقدس کے یہ وصف کسی پر صادق ہی نہ آئے اور کوئی اشتباہ راہ نہ پاسکے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے وہ خصائص و کمالات جن میں آپ تمام انبیاء پر فائق و افضل ہیں اور آپ کا کوئی شریک نہیں بے شمار ہیں کہ قرآن کریم میں یہ ارشاد ہوا، درجوں بلند کیا ان درجوں کی کوئی شمار قرآن کریم میں ذکر نہیں فرمائی تو اب کون حد لگا سکتا ہے ان بے شمار خصائص میں سے بعض کا اجمالی و مختصر بیان یہ ہے کہ آپ کی رسالت عامّہ ہے تمام

کائنات آپ کی امت ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيۡرًا وَّنَذِيۡرًا: دوسری آیت میں فرمایا: لِيَكُوۡنَ لِلۡعٰلَمِيۡنَ نَذِيۡرًا: مسلم شریف کی حدیث میں ارشاد ہوا: اُرۡسِلۡتُ اِلَی الۡخَلَائِقِ كَآفَّةً: اور آپ پر نبوت ختم کی گئی قرآن پاک میں آپ کو خاتم النّبیّین فرمایا حدیث شریف میں ارشاد ہوا: خُتِمَ بِیَ النَّبِيُّوۡنَ: آیات بینات و معجزات باہرات میں آپ کو تمام انبیاء پر افضل فرمایا گیا آپ کی امت کو تمام امتوں پر افضل کیا گیا شفاعتِ کبریٰ آپ کو مرحمت ہوئی قرب خاص معراج آپ کو ملا علمی و عملی کمالات میں آپ کو سب سے اعلیٰ کیا اور اس کے علاوہ بے انتہا خصائص آپ کو عطا ہوئے (خزائن العرفان)

لہٰذا جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی اللہ تعالیٰ کی سب سے عظیم نشانی، نعمت کبریٰ، برہان مبین اور ہر چیز سے اہم و اعظم و ارفع و اعلیٰ ہے تو جمیع مخلوقات کے مابین سب سے زیادہ قابل عظمت و احترام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی پاکیزہ ہستی ہی قرار پاتی ہے۔

اور حضور نبی محتشم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدوم میمنت لزوم کی برکتوں سے جب جہان ارض و سما کے تمام گوشے گوشے محترم و متبرک ہو گئے تو جسم اطہر کے اجزائے اعجازی و بدن نوری سے چھو جانے والے ساز و سامان کس قدر برکت انگیز اور خیر آور ہوں گے؟۔

یہی وجہ ہے کہ ائمہ اسلام نے اس امر پر اجماع نقل کیا ہے کہ روضۂ پاک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ حصہ جو جسد اطہر سے مماس و متصل ہے وہ بیت اللہ شریف بلکہ عرش و کرسی سے بھی مطلقاً افضل و اعلیٰ ہے چنانچہ درمختار مع ردالمحتار میں ہے۔

:ما ضم اعضاءہ علیه الصلوٰة والسلام فانه افضل مطلقاً

حتی من الكعبة و العرش و الكرسی (وفی الشامی) وقد نقل القاضی عياض وغيره الإجماع على تفضيله حتى على الكعبة وأن الخلاف فيما عداه، ونقل عن ابن عقيل الحنبلی أن تلك البقعة أفضل من العرش: یعنی حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک کا جو حصہ زمین سے ملا ہوا ہے وہ مطلقاً کعبہ اور عرش و کرسی سے افضل ہے جس کی افضلیت پر محدث قاضی عیاض وغیرہ نے اجماع نقل کیا ہے اور امام عقیلی سے منقول ہے کہ وہ قطعۂ زمین عرش سے بھی افضل ہے (درالمختار۔ج02،ص626)

سبحان اللہ! جب جسد مقدس سے متصل خاک عرش سے بھی زیادہ افضل و اعلیٰ ہے تو اجزائے جسم نبوت کی کیا شان ہو گی نیز ان ساز و سامان کی قدر و منزلت کا کیا عالم ہو گا جو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے استعمال رہے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ائمہ و محدثین نے ان اشیاء و مقامات کی تعظیم کو بھی لازمی قرار دیا ہے جن کو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک سے کوئی نسبت حاصل ہے جیسا کہ مشہور محدث قاضی عیاض قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

:ومن اعظامه واكباره اعظام جميع اسبابه واكرام مشاهده وامكنته من مكة والمدينة ومعاهده وما لمسه ﷺ او عرف به: یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعزاز و اکرام میں یہ امور بھی شامل ہیں کہ جن چیزوں کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس سے نسبت ہے ان کو بھی عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جائے مثلاً وہ مقامات جن کا آپ کی ذات پاک سے تعلق ہے جیسے مکۃ المکرمہ، مدینۃ المنورہ و دیگر مقامات منسوبہ اور ہر وہ چیز جس کو آپ کے جسم اطہر نے مس فرمایا ہے یا آپ سے

متعلق ہے یا آپ کی نسبت پاک سے وہ معروف ہیں ہے (کتاب الشفا۔ج02،ص260)

واضح رہے کہ انبیاء کرام وصالحین عظام سے خصوصی نسبت کی وجہ سے بہت سی چیزوں کو شعائر اسلام کی حیثیت حاصل ہے جو بہر حال قابل احترام ہیں اور حضور پاک ﷺ کی شان اقدس ایسی عظیم ہے کہ آپ کا وجود مسعود اور متعلقہ ہر ہر چیز امت کے لئے یقینی طور پر واجب التعظیم والاحترام ہے خواہ وہ چیز آپ کی نعلین پاک کی غبار یا بول مبارک کا قطرہ ہی کیوں نہ ہو۔اسی حقیقت کے پیش نظر امت میں سلفاوخلفا حضور پاک ﷺ کی ذات بابرکات سے منسوب ہر ایک شئ بطور تبرک متوارث چلی آرہی ہے اور صحیح الاعتقاد امتی ان کی برکتوں سے فیضیاب ہوتا آرہا ہے، چنانچہ مجدد الاسلام سرکار سیدنا امام احمد رضا خان قادری قدس سرہٗ ارشاد فرماتے ہیں۔

آثار شریفہ حضور سید المرسلین ﷺ سے تبرک سلفا وخلفا زمانہ اقدس حضور پرنور سید عالم ﷺ وصحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے آج تک بلانکیر رائج ومعمول اور باجماع مسلمین مندوب ومحبوب بکثرت احادیث صحیحہ بخاری ومسلم وغیرہما صحاح وسنن وکتب حدیث اس پر ناطق۔اسی طرح طبقۃ فطبقۃ شرقاً غرباً عرباً عجماً علمائے دین وائمہ معتمدین نعل مطہر حضور سید البشر علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل السلام کے نقشے کاغذوں پر بناتے کتابوں میں تحریر فرماتے آئے اور انھیں بوسہ دینے آنکھوں سے لگانے سر پر رکھنے کا حکم فرماتے رہے اور دفع امراض وحصول اغراض میں اس سے توسل فرمایا کیے اور بفضل الٰہی عظیم وجلیل برکات وآثار اس سے پایا کئے (فتاوی رضویہ۔ج21ص412)

اور فرماتے ہیں۔

نبی ﷺ کے آثار وتبرکات شریفہ کی تعظیم دین مسلمان کا فرض عظیم ہے

تابوت سکینہ جس کا ذکر قرآن عظیم میں ہے جس کی برکت سے بنی اسرائیل ہمیشہ کافروں پر فتح پاتے اس میں کیا تھا "بقیة مما ترك ال موسی وال هرون" موسی اور ہارون علیہما الصلوٰۃ والسلام کے چھوڑے ہوئے تبرکات سے کچھ بقیہ تھا۔موسی علیہ السلام کا عصا اور ان کی نعلین مبارک اور ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عمامہ وغیرہا، ولہذا تواتر سے ثابت کہ جس چیز کو کسی طرح حضور اقدس ﷺ سے کوئی علاقہ بدن اقدس سے چھونے کا ہو تا صحابہ وتابعین وائمہ دین ہمیشہ اس کی تعظیم وحرمت اور اس سے طلب برکت فرماتے آئے اور دین حق کے معظم اماموں نے تصریح فرمائی ہے کہ اس کے لئے کسی سند کی بھی حاجت نہیں بلکہ وہ چیز حضور اقدس ﷺ کے نام پاک سے مشہور ہو اس کی تعظیم شعائر دین سے ہے (ایضا۔ج21،ص414)

تبرک کا لغوی وشرعی معنی

الموسوعۃ الفقہیہ کویت میں ہے۔

التبرك لغة :طلب البركة ،والبركة هي: النماء والزيادة، والتبريك: الدعا للانسان بالبركة وبارك الله الشئ وبارك فيه وعليه : وضع فيه البركة، وفي التنزيل ﴿وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ﴾ و تبركت به تيمنت به. قال الراغب الاصفهاني: البركة ثبوت الخير الالٰهي في الشئ . قال تعالىٰ﴿وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ﴾﴿وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ

أَنْزَلْنٰهُ﴾تنبيها على مايفيض بـه من الخيرات الالٰهيـة۔ و على هذا فالمعنى الاصطلاحي للتبرك هو: طلب ثبوت الخير الالٰهي فى الشئ: یعنی تبرک کا لغوی معنی ہے برکت طلب کرنا اور برکت بڑھوتری اور زیادتی کو کہتے ہیں،تو تبریک کا مطلب ہوا کسی انسان کے لئے برکت کی دعا کرنا، لہٰذا بارك الله الشئ، وبارك فيه وعليـه کا مطلب ہوا ,,اللہ اس میں برکت عطا فرمائے،، چنانچہ قرآن مجید میں ہے ,,اور یہ ہے برکت والی کتاب کہ ہم نے اُتاری،،اور تبرکت بہ کا مطلب ہے تیمنت بہ یعنی میں نے اس سے برکت حاصل کی،اور امام راغب اصفہانی اس کا اصطلاحی معنی بیان کرتے ہوئے کہا کہ کسی چیز کے اندر اللہ تعالیٰ کی جانب سے خیر و بھلائی پائے جانے کا نام برکت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ,,اور اگر بستیوں والے ایمان لاتے اور ڈرتے تو ضرور ہم اُن پر آسمان اور زمین سے برکتیں کھول دیتے اور فرمایا,,اور یہ ہے برکت والا ذکر کہ ہم نے اُتارا،،لہٰذا اس اعتبار سے تبرک کا اصطلاحی معنی ہوا کسی چیز کے اندر خیر الٰہی کا ثبوت یعنی اللہ کی طرف سے بھلائی کا ثابت ہونا (ج۔10،ص69)

قرآن مجید سے آثار و تبرکات صالحین کا ثبوت

تبرک کا معنی و مفہوم واضح ہوا اب دیکھنا یہ ہے کہ شرع مطہرہ میں تبرکات کی حیثیت کیا ہے چنانچہ قرآن کریم کے اندر کئی ایسی آیتیں ہیں جن میں انبیاء و صالحین کے باقیات، مستعمل متروکہ اشیاء اور ان کے اجسام طیبہ سے متمس چیزوں کو تبرکات کا درجہ دیا گیا ہے اور ان کی تعظیم و توقیر کا حکم بھی وارد ہوا ہے ساتھ ہی ساتھ ان کی بے ادبی کے وبال کا ذکر بھی موجود ہے۔ یہاں چند شواہد ملاحظہ فرمائیں۔

مقام ابراہیم علیہ السلام

ارشاد ربانی ہے۔

﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرٰهِمَ مُصَلًّى﴾: اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ (البقرۃ۔125)

ترمذی شریف میں اس آیت کی شان نزول کا ذکر اس طرح آیا ہے۔

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ عُمَرَ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، لَوْ صَلَّيْنَا خَلْفَ الْمَقَامِ. فَنَزَلَتْ, وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى: یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کاش ہم مقام ابراہیم کے پیچھے نماز ادا کر پاتے! تو یہ آیت نازل ہوئی، امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے (سنن ترمذی ابواب التفسیر)

مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس کے سینے میں حضرت سیدنا خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نشان قدم ثبت ہیں جیسا کہ حضرت امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں۔

ذَكَرُوا أَقْوالاً فِى أَنَّ مَقَامَ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلامُ أَيُّ شَيْءٍ هو: القَوْلُ الأَوَّلُ: إِنَّهُ مَوْضِعُ الحَجَرِ قَامَ عَلَيْهِ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلامُ، ثُمَّ هَؤُلاءِ ذَكَرُوا وَجْهَيْنِ: أَحَدُهُمَا: أَنَّهُ هو الحَجَرُ الَّذِى كَانَتْ زَوْجَةُ إِسْمَاعِيلَ وَضَعَتْهُ تَحْتَ قَدَمِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلامُ حِينَ غَسَلَتْ رَأْسَهُ فَوَضَعَ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلامُ رِجْلَهُ عَلَيْهِ وهو راكِبٌ فَغَسَلَتْ أَحَدَ شِقَّيْ رَأْسِهِ ثُمَّ رَفَعَتْهُ مِن تَحْتِهِ وقَدْ غاصَتْ رِجْلُهُ فى الحَجَرِ فَوَضَعَتْهُ تَحْتَ الرِّجْلِ الأُخْرى فَغاصَتْ رِجْلُهُ أَيْضًا فِيهِ فَجَعَلَهُ اللَّهُ تَعالى مِن

مُعْجِزاتِهِ وهَذا قَوْلُ الحَسَنِ وقَتادَةَ والرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ، وثانِيها: ما رُوِيَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبّاسٍ أَنَّ إبْراهِيمَ عَلَيْهِ السَّلامُ كانَ يَبْنِي البَيْتَ وإسْماعِيلُ يُناوِلُهُ الحِجارَةَ ويَقُولانِ: ﴿رَبَّنا تَقَبَّلْ مِنّا إنَّكَ أنْتَ السَّمِيعُ العَلِيمُ﴾ [البَقَرَةِ:] فَلَمّا ارْتَفَعَ البُنْيانُ وضَعُفَ إبْراهِيمُ عَلَيْهِ الصَّلاةُ والسَّلامُ عَنْ وضْعِ الحِجارَةِ قامَ عَلى حَجَرٍ وهو مَقامُ إبْراهِيمَ عَلَيْهِ السَّلامُ: یعنی علماء نے مقام ابراہیم کے بارے میں متعدد اقوال ذکر کئے ہیں کہ وہ کیا چیز ہے؟ پہلا قول یہ ہے کہ وہ اس پتھر کی جگہ کا نام ہے جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہوئے تھے، پھر اس تعلق سے بھی دو باتوں کا ذکر کیا ہے ایک یہ کہ وہ پتھر ہے جس کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی زوجہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم مبارک کے نیچے رکھ کر آپ کا سر دھویا تھا بایں طور کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سواری پر تھے اور اس خاتون نے آپ کے ایک قدم مبارک کے نیچے پتھر رکھ کر آپ کے سر کے ایک پہلو کو دھویا پس پتھر پر آپ کے قدم پاک کا نشان پڑ گیا اسی طرح دوسرے پیر کے نیچے اسی پتھر کو رکھ کر سر کے دوسرے پہلو کو دھویا تو اس پر آپ کے دوسرے قدم مبارک کا بھی نشان نقش ہوگیا، اور دوسرا قول وہ ہے جس کو حضرت سعید ابن جبیر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ اسلام خانہ کعبہ بناتے تھے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام ان کو پتھر اٹھا اٹھا کر دیتے جاتے تھے دراں حالے کہ دونوں دعا کرتے جاتے تھے ﴿رَبَّنا تَقَبَّلْ مِنّا إنَّكَ أنْتَ السَّمِيعُ العَلِيمُ﴾ پس جب عمارت اونچی ہوگئ اور

حضرت ابراہیم علیہ السلام وہاں تک پتھر اٹھا کر رکھنے میں کچھ کمزوری محسوس کرنے لگے تو ایک پتھر پر کھڑے ہوگئے اسی کو مقام ابراہیم کہتے ہیں (تفسیر کبیر، تحت آیت مذکور)

علامہ آلوسی نے دوسرے قول کو جمہور مفسرین کا قول قرار دیا ہے چنانچہ وہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

:وهو الحَجَرُ الَّذِي ارْتَفَعَ عَلَيْهِ إبْراهِيمُ عَلَيْهِ السَّلامُ حِينَ ضَعُفَ مِن رَفْعِ الحِجارَةِ الَّتِي كانَ ولَدُهُ إسْماعِيلُ يُناوِلُهُ إيّاها فِي بِناءِ البَيْتِ، وفِيهِ أثَرُ قَدَمَيْهِ، قالَهُ ابْنُ عَبّاسٍ، وجابِرٌ، وقَتادَةُ، وغَيْرُهُمْ، وأخْرَجَهُ البُخارِيُّ، وهو قَوْلُ جُمْهُورِ المُفَسِّرِينَ: یعنی مقام ابراہیم دراصل وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر فرمائی اس پر ان کے قدم مبارک نشان پڑ گئے تھے یہی جمہور مفسرین کا کہنا ہے (روح المعانی۔ تحت آیت مذکورہ)

حضرت صدر الافاضل کے نزدیک بھی یہی قول راجح ہے چنانچہ تفسیر خزائن العرفان تحت آیت مذکورہ میں فرماتے ہیں۔

مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ معظّمہ کی بنا فرمائی اور اس میں آپ کے قدم مبارک کا نشان تھا اس کو نماز کا مقام بنانے کا امر استحباب کے لئے ہے ایک قول یہ بھی ہے کہ اس نماز سے طواف کی دو رکعتیں مراد ہیں۔

غرض کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے نشانات قدم جس پتھر پر ہیں اسی کو مقام ابراہیم کہا گیا ہے جو خانہ کعبہ سے جانب مشرق صحن کعبہ معظّمہ میں لگ بھگ چودہ میٹر

کے فاصلے پر ایک سونے کی قبہ نما جالی کے اندر محفوظ ہے جہاں نماز ادا کرنے کا حکم بھی آیا ہے۔ یقیناً اس مقام کو یہ حیثیت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نشان قدم کی وجہ سے حاصل ہے اور وہاں نماز پڑھنے کا حکم اس مقام سے تیمن وتبرک کے طور پر ہے جس سے یہ مسئلہ بالکل روشن ہو کر سامنے آجاتا ہے کہ بزرگان دین کے آثار و نشانیاں مصدر خیر و برکات ہوا کرتے ہیں اور ان سے تبرک و توسل کرنا شرعاً محمود ہے۔

چاہ زمزم کا پانی

زمزم کا کنواں بھی اسلام کے متبرک سرمایہ میں سے ایک اہم تبرک ہے، روایات میں آیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی زوجۂ کریمہ اور اپنے نومولود فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بحکم الٰہی وادی غیر ذی ذرع میں چھوڑ کر تشریف لے گئے اور یہاں ساتھ لایا ہوا مختصر توشہ و پانی ختم ہو گیا تو حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا اپنے نور نظر حضرت اسماعیل کی خاطر پانی کی تلاش میں اِدھر اُدھر بے تابانہ گردش کرنے لگیں اسی درمیان حضرت اسماعیل نومولود کی ایڑیوں کی رگڑ سے یا اس جگہ حضرت جبرئیل کے پر مارنے سے پانی کا ایک چشمہ ابل پڑا جس کا نام حضرت ہاجرہ ہی کے الفاظ میں ,,بئر زمزم،، پڑ گیا جو مسجد حرام شریف کے حدود ہی میں خانہ کعبہ کے جنوب مشرق میں واقع ہے۔ حضرت صدرالافاضل لکھتے ہیں۔

حضرت ہاجرہ اپنے فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو دودھ پلانے لگیں جب وہ پانی ختم ہو گیا اور پیاس کی شدّت ہوئی اور صاحب زادے کا حلق شریف بھی پیاس سے خشک ہو گیا تو آپ پانی کی جستجو یا آبادی کی تلاش میں صفا و مروہ کے درمیان دوڑیں، ایسا سات مرتبہ ہوا یہاں تک

کہ فرشتے کے پر مارنے سے یا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے قدم مبارک سے اس خشک زمین میں ایک چشمہ (زمزم) نمودار ہوا

(تفسیر خزائن العرفان، آیت 37، از سورۂ ابراہیم)

چاہ زمزم کا پانی نہایت برکتوں والا ہے اور پوری دنیا کے خوش عقیدہ مسلمان اسے بطور تبرک پیتے اور پلاتے ہیں نیز زائرین حرمین طیبین ماء زمزم کو سب سے عمدہ تحفہ کے طور پر احباب کی خدمت میں پیش کرتے ہیں اور لوگ اسے تبرک سمجھ کر ہی پیتے ہیں۔ ظاہر ہے اس پانی کا متبرک ہونا حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی نسبت سے ہے۔ جس کے متعلق حضور پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

:ماء زمزم لما شرب لہ: یعنی زمزم کا پانی جس مقصد کے لئے پیا جائے گا وہ پورا ہوگا (ابن ماجہ۔ کتاب المناسک)

اور ارشاد ہوا۔

:خیر ماء علی وجہ الارض ماء زمزم فیہ طعام الطعم وشفاء السقم: یعنی زمزم کا پانی دنیا کا سب سے بہترین پانی ہے اس کھانے کی غذائیت اور بیماری سے شفاء ہے (معجم کبیر للطبرانی۔ ج 11، ص 98)

آب زمزم وہ متبرک پانی ہے کہ تعظیماً اس کو کھڑے ہو کر پینے کا حکم ہے خود حضور ﷺ سے اس پانی کا کھڑے ہو کر پینا منقول ہے چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں۔

:شرب النبی ﷺ قائما من زمزم: یعنی حضور پاک ﷺ نے زمزم کا پانی کھڑے ہو کر نوش فرمایا (بخاری۔ کتاب الاشربہ)

حضرت صدر الشریعہ لکھتے ہیں۔

وضو کا پانی اور آب زمزم کو کھڑے ہو کر پیا جائے باقی دوسرے پانی کو بیٹھ کر
(بہار شریعت۔ حصہ ۱۶)

معلوم ہوا کہ آب زمزم ایک خصوصی نسبت کے سبب امت مسلمہ کے لئے لائق تبریک و تعظیم ہے۔

صفا اور مروہ کی پہاڑیاں

صفا اور مروہ مکۃ المکرمہ کے اندر ہی دو پہاڑیاں ہیں جن کے درمیان حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ننھے اسماعیل کی خاطر پانی کی تلاش میں سات مرتبہ دوڑ لگائی تھیں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اپنی اس بندی کی یہ ادا اتنی مقبول ہوگئی کہ ان کی نسبت سے وہ دونوں پہاڑیاں شعائر اللہ کہلائیں اور قیامت تک حجاج کرام کے لئے ان کے مابین سعی کا حکم لازم ٹھہرا، رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

:إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ : بے شک صفا اور مروہ اللہ کے نشانوں سے ہیں تو جو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ ان دونوں کے پھیرے کرے اور جو کوئی بھلی بات اپنی طرف سے کرے تو اللہ نیکی کا صلہ دینے والا خبردار ہے (البقرہ۔ 158)

اس کی تفسیر میں حضرت صدر الافاضل قدس سرہٗ لکھتے ہیں۔

صفا و مروہ مکہ مکرّمہ کے دو پہاڑ ہیں جو کعبہ معظّمہ کے مقابل جانب شرق واقع ہیں مروہ شمال کی طرف مائل اور صفا جنوب کی طرف جبل ابی قُبَیس کے دامن

میں ہے حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے ان دونوں پہاڑوں کے قریب اس مقام پر جہاں چاہِ زمزم ہے بحکم الٰہی سکونت اختیار فرمائی اس وقت یہ مقام سنگلاخ بیابان تھا نہ یہاں سبزہ تھا نہ پانی نہ خورد و نوش کا کوئی سامان رضائے الٰہی کے لئے ان مقبول بندوں نے صبر کیا۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بہت خرد سال تھے تشنگی سے جب ان کی جاں بلبی کی حالت ہوئی تو حضرت ہاجرہ بے تاب ہو کر کوہ صفا پر تشریف لے گئیں وہاں بھی پانی نہ پایا تو اُتر کر نشیب کے میدان میں دوڑتی ہوئی مروہ تک پہنچیں اس طرح سات مرتبہ گردش ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے "إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ" کا جلوہ اس طرح ظاہر فرمایا کہ غیب سے ایک چشمہ زمزم نمودار کیا اور ان کے صبر و اخلاص کی برکت سے ان کے اتباع میں ان دونوں پہاڑوں کے درمیان دوڑنے والوں کو مقبول بارگاہ کیا اور ان دونوں کو محل اجابت دعا بنایا۔

اب از روئے قرآن کریم یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ رہی ہے کہ صفا اور مرہ حضرت ہاجرہ پاک اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسبت سے شعائر دین اور متبرک ہیں لہٰذا ان کے درمیان سعی کرنا، وہاں دعا کرنا اور ان سے تبرک حاصل کرنا موجب رضائے الٰہی ہے بلکہ ایسے تمام مقامات جن کی حیثیت شعائر اسلام کی ہے ان جگہوں کی بھی یہی شان ہے چنانچہ امام بغوی فرماتے ہیں۔

: وَإِنَّمَا عَنَى بِهِمَا الْجَبَلَيْنِ الْمَعْرُوفَيْنِ بِمَكَّةَ فِي طَرَفَيِ الْمَسْعَى، وَلِذٰلِكَ أَدْخَلَ فِيهِمَا الْأَلِفَ وَاللَّامَ. وَشَعَائِرُ اللّٰهِ أَعْلَامُ دِينِهِ، أَصْلُهَا مِنَ الْإِشْعَارِ وَهُوَ الْإِعْلَامُ وَاحِدَتُهَا شَعِيرَةٌ وَكُلُّ مَا كَانَ مَعْلَمًا لِقُرْبَانٍ يُتَقَرَّبُ بِهِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى مِنْ صَلَاةٍ وَدُعَاءٍ وَذَبِيحَةٍ فَهُوَ شَعِيرَةٌ فَالْمَطَافُ وَالْمَوْقِفُ وَالنَّحْرُ كُلُّهَا: (تفسیر بغوی)

تابوت سکینہ

آثار صالحین کے تبرک ہونے پر ایک شاندار دلیل تابوت سکینہ بھی ہے جس کا ذکر قرآن مجید کے اندر پورے آب وتاب کے ساتھ موجود ہے اس تابوت میں بعض انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مستعمل اشیاء رکھی ہوئی تھیں اور بنی اسرائیل نسلا بعد نسل اس تابوت کا وارث بنتے چلے آ رہے تھے اور وہ جب کبھی ان کو سامنے رکھ کر دشمنوں کے خلاف فتح ونصرت کی دعا مانگتے اللہ تعالیٰ انھیں فتح عطا فرماتا چنانچہ ایک زمانے میں جب بنی اسرائیل میں برائیاں زیادہ پھیل گئیں اور ان پر جالوت جیسا جابر وظالم بادشاہ مسلط ہوگیا تو انھوں نے وقت کے پیغمبر حضرت اشمویل علیہ السلام سے فریاد کی کہ ہمیں جالوت کے ظلم وستم سے نجات دلائیں! حضرت اشمویل علیہ السلام نے ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے طالوت کو تمھارا بادشاہ اور سردار مقرر فرمایا ہے تم لوگوں کو اسی کی قیادت میں دشمنوں سے لڑنا ہے لیکن نبی اسرائل طالوت کو اپنا سردار ماننے پر راضی نہ تھے مگر جب کوئی چارہ کار نہ رہا تو انھوں حضرت اشمویل علیہ السلام سے کہا کہ اگر طالوت ہمارا سردار ہے تو اس کی کوئی نشانی بتائیے! لٰہذا پیغمبر نے انھیں یہ نشانی بتائی کی تمھارے پاس تابوت سکینہ آئے گا، قرآن کریم کا ارشاد ہے۔

:وَ قَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖۤ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ بَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَ اٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ: اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس تابوت جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں معزز موسیٰ اور معزز ہارون کے ترکہ کی اٹھاتے لائیں گے

اسے فرشتے بے شک اس میں بڑی نشانی ہے تمہارے لیے اگر ایمان رکھتے ہو (البقرہ۔248)

اب یہ جان لیجئے کہ تابوب سکینہ کیا ہے اس میں کیا کیا چیزیں تھیں اور اس کو تابوت سکینہ کہنے کی وجہ کیا ہے تو ائمہ تفسیر سے متعدد اقول منقول ہیں ہم یہاں حضرت صدر الافاضل قدس سرہٗ کی تحقیق درج کرتے ہیں جو ان اقوال متعددہ کا جامع خلاصہ ہے، چنانچہ آپ لکھتے ہیں۔

یہ تابوت شمشاد کی لکڑی کا ایک زراندود صندوق تھا جس کا طول تین ہاتھ کا اور عرض دو ہاتھ کا تھا اس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا اس میں تمام انبیاء علیہم السلام کی تصویریں تھیں ان کے مساکن ومکانات کی تصویریں تھیں اور آخر میں حضور سید انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور حضور کی دولت سرائے اقدس کی تصویر ایک یاقوت سرخ میں تھی کہ حضور بحالت نماز قیام میں ہیں اور گرد آپ کے آپ کے اصحاب حضرت آدم علیہ السلام نے ان تمام تصویروں کو دیکھا یہ صندوق وراثتاً منتقل ہوتا ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا آپ اس میں توریت بھی رکھتے تھے اور اپنا مخصوص سامان بھی۔

چنانچہ اس تابوت میں الواح توریت کے ٹکڑے بھی تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور آپ کے کپڑے اور آپ کی نعلین شریفین اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ اور ان کی عصا اور تھوڑا سامن جو بنی اسرائیل پر نازل ہوتا تھا حضرت موسی علیہ السلام جنگ کے موقعوں پر اس صندوق کو آگے رکھتے تھے اس سے بنی اسرائیل کے دلوں کو تسکین رہتی تھی۔

آپ کے بعد یہ تابوت بنی اسرائیل میں متوارث ہوتا چلا آیا جب انہیں

کوئی مشکل درپیش ہوتی وہ اس تابوت کو سامنے رکھ کر دعائیں کرتے اور کامیاب ہوتے دشمنوں کے مقابلہ میں اس کی برکت سے فتح پاتے جب بنی اسرائیل کی حالت خراب ہوئی اوران کی بدعملی بہت بڑھ گئی اور اللہ تعالیٰ نے ان پر عمالقہ کو مسلط کیا تو وہ ان سے تابوت چھین کر لے گئے اور اس کو نجس اور گندے مقامات میں رکھا اور اس کی بے حرمتی کی اوران گستاخیوں کی وجہ سے وہ طرح طرح کے امراض ومصائب میں مبتلا ہوئے ان کی پانچ بستیاں ہلاک ہوئیں اورانہیں یقین ہوا کہ تابوت کی اہانت ان کی بربادی کا باعث ہے توانہوں نے تابوت ایک بیل گاڑی پر رکھ کر بیلوں کو چھوڑ دیا اور فرشتے اس کو بنی اسرائل کے سامنے طالوت کے پاس لائے اوراس تابوت کا آنا بنی اسرائیل کے لئے طالوت کی بادشاہی کی نشانی قرار دیا گیا تھا بنی اسرائیل یہ دیکھ کر اس کی بادشاہی کے مقر ہوئے اور بے درنگ جہاد کے لئے آمادہ ہوگئے کیونکہ تابوت پاکرانہیں اپنی فتح کا یقین ہوگیا طالوت نے بنی اسرائیل میں سے ستر ہزار جوان منتخب کئے جن میں حضرت داؤد علیہ السلام بھی تھے (جلالین وجمل و خازن ومدارک وغیرہ) (خزائن العرفان)

اب اس تفصیل کے بعد یہ صداقت محتاج بیان نہیں رہتی ہے کہ انبیاء وصالحین کے آثار ومستعمل اشیاء خواہ وہ ان کے جوتے کا تسمہ ہی کیوں نہ ہو عندالشرع محترم و متبرک، ہمارے لئے خیر وصلاح کا باعث، قبولیت دعا کا وسیلہ اور ذریعہ ہے نیز تبرکات کی عظمت کا یہ عالم ہے کہ فرشتے انھیں اپنے کاندھوں پر اٹھائے رکھتے ہیں جبکہ بے ادبی کرنے والے ذلیل ورسوا ہوتے ہیں، اسی حقیقت کے پیش نظر حضرت صدرالافاضل علیہ الرحمہ نے بطور فائدہ یہ بھی لکھا۔

اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات کا اعزاز واحترام لازم ہے ان کی برکت سے دعائیں قبول ہوتی اور حاجتیں روا ہوتی ہیں اور تبرکات کی بے حرمتی گمراہوں کا طریقہ اور بربادی کا سبب ہے (ایضا)

حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص

اپنے بھائیوں کی بے محل مہربانی سے حضرت یوسف علیہ السلام جب حضرت یعقوب علیہ السلام سے جدا ہوگئے تو حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے اس بیٹے کے غم فراق میں سخت محزون و بےقرار رہنے لگے یہاں تک کہ شدت گریہ کے سبب آپ کی آنکھیں سفید ہوگئیں اور بظاہر بصارت جاتی رہی چنانچہ قرآن کریم نے اس تعلق سے فرمایا۔

:وَ تَوَلّٰى عَنْهُمْ وَ قَالَ یٰۤاَسَفٰى عَلٰى یُوْسُفَ وَ ابْیَضَّتْ عَیْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِیْمٌ : اوران سے منہ پھیرا اور کہا ہائے افسوس یوسف کی جدائی پر اوراس کی آنکھیں غم سے سفید ہوگئیں تو وہ غصہ کھاتا رہا (یوسف۔84)

پھر جب ایک طویل مدت کے بعد برادران حضرت یوسف علیہ السلام آپ کی بارگاہ میں سوالی بن کر پہنچے جبکہ آپ مصر کی مسند شاہی پر جلوہ گر ہوچکے تھے اور جب بھائیوں نے بھی آپ کو پہچان لیا تو ان سے گفت وشنید کے دوران آپ نے والد نامدار حضرت یعقوب علیہ السلام کی خیریت پوچھی، انھوں نے بتایا کہ آپ کی جدائی کے غم میں رورو کر انھوں نے اپنی آنکھیں کھودی ہیں تب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی مبارک قمیص انھیں دے کر فرمایا۔

:اِذْهَبُوْا بِقَمِیْصِیْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِیْ یَاْتِ بَصِیْرًا : میرا یہ

کرتا لے جاؤ اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو اُن کی آنکھیں کُھل جائیں گی (یوسف۔93)

اور فی الواقع ایسا ہوا بھی کہ وہ کُرتا جب حضرت یعقوب علیہ السلام کے چہرے پر رکھا گیا تو آپ کے چشمان مبارک حسب سابق ہو گئیں جیسا کہ قرآن کا گواہی ہے۔

:فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا، قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ: پھر جب خوشی سنانے والا آیا اس نے وہ کُرتا یعقوب کے منہ پر ڈالا اسی وقت اس کی آنکھیں پھر آئیں (روشن ہو گئیں) کہا میں نہ کہتا تھا کہ مجھے اللہ کی وہ شانیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے (یوسف۔96)

یقیناً ہر کام اللہ ہی کے حکم سے ہوتا ہے اور قمیص کی وجہ سے آنکھوں کا روشن ہو جانا بھی امر الٰہی سے ہے لیکن حضرت یوسف علیہ السلام کے کرتے میں یہ کمال آ جانا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ انبیاء و صالحین کی مستعمل و ممسوح چیزیں عنداللہ بڑی معظم اور قابل قدر ہیں یہاں تک اللہ تعالیٰ ان میں ایسی ایسی برکتیں پیدا فرما دیتا ہے جن کی وجہ سے آئی ہوئی مصیبتیں ٹل جاتی ہیں اور بیماروں کو شفا نصیب ہوتی ہے، پھر جب ایک پیغمبر کے کرتے سے ایک پیغمبر کو فائدہ پہنچ سکتا ہے تو ان بزرگوں کے تبرکات سے ہم گنہگاروں کو کیوں نہیں پہنچ سکتا؟ بہر حال سورۂ یوسف کے اس بیان سے یہ بات بالکل مدلل ہ مبرہن ہو کر سامنے آ جاتی ہے کہ انبیاء و صالحین کے مستعمل اشیاء متبرک ہوتی ہیں جن سے تبرک و توسل جائز ہے بلکہ ان کے وسیلے سے دعائیں و حاجتیں سنی جاتی ہیں پس مذکورہ بالا آیتیں تبرک کے جواز پر ایک دلیل شافی ہیں۔

حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے نماز پڑھنے کی جگہ

حضرت مریم کی ماں عمران کی بیوی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نانی حنہ نے نذر مانی تھی کہ یا اللہ مجھے جو استقرار حمل ہوا ہے میں اسے تیری خدمت کے لئے دے دوں گی پس اس خاتون کے یہاں حضرت مریم پیدا ہوئیں اور ایفائے نذر کی خاطر ان کو بیت المقدس کے علماء کے حوالے کر دیا گیا، حضرت زکریا علیہ السلام جو رشتے میں حضرت مریم کے خالو ہوتے تھے انھوں نے حضرت مریم کی کفالت و پرورش کا فریضہ اپنے ذمہ میں لے لیا اور محراب بیت المقدس میں حضرت مریم کی جائے رہائش متعین فرمائی جہاں حضرت مریم پرورش پانے لگیں وہاں ان کے پاس من جانب اللہ غیب سے قسم قسم کی نعمتیں اور ہر موسم کے پھل وغیرہ موجود ہوتے تھے، حضرت زکریا علیہ السلام جب ان کے پاس تشریف لاتے تو بے موسم کے پھل اور انواع و اقسام کی نعمتیں دیکھ کر دریافت کرتے کہ اے مریم یہ نعمتیں تمھارے پاس کہاں سے آتی ہیں؟ تو وہ جواب دیتیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے خزانۂ کرم سے براہ راست عطا فرماتا ہے۔ قرآن مجید میں اس واقعہ کا ذکر درج ذیل آیات میں ہے

:اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّيْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ ۚ- اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (۳۵) فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰى ،وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ، وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى، وَاِنِّيْ سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَاِنِّيْٓ اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ (۳۶) فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّ اَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَّ كَفَّلَهَا زَكَرِيَّا، كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ،وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ- قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا، قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ

اللّٰہِ ۔اِنَّ اللّٰہَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ: جب عمران کی بی بی نے عرض کی اے رب میرے میں تیرے لیے منت مانتی ہوں جو میرے پیٹ میں ہے کہ خالص تیری ہی خدمت میں رہے تو تُو مجھ سے قبول کر لے بے شک تو ہی ہے سنتا جانتا، پھر جب اُسے جنا بولی اے رب میرے یہ تو میں نے لڑکی جنی اور اللہ کو خوب معلوم ہے جو کچھ وہ جنی اور وہ لڑکا جو اس نے مانگا اس لڑکی سا نہیں اور میں نے اس کا نام مریم رکھا اور میں اُسے اور اس کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتی ہوں راندے ہوئے شیطان سے، تو اُسے اس کے رب نے اچھی طرح قبول کیا اور اُسے اچھا پروان چڑھایا اور اُسے زکریا کی نگہبانی میں دیا جب زکریا اس کے پاس اس کی نماز پڑھنے کی جگہ جاتے اس کے پاس نیا رزق پاتے کہا اے مریم یہ تیرے پاس کہاں سے آیا بولیں وہ اللہ کے پاس سے ہے بے شک اللہ جسے چاہے بے گنتی دے (آل عمران ۔35/36)

حضرت زکریا علیہ السلام جو سن رسیدہ ہو چکے تھے اور ابھی تک لاولد تھے آپ نے حضرت مریم کے سبب محراب کی یہ برکت و کرامت دیکھ کر اس جگہ کو متبرک خیال فرمایا اور وہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعاء فرمائی کہ اے پروردگار مجھے پاکیزہ اولاد عطا فرما! اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاء قبول فرمائی اور اولاد کی بشارت عطا فرمائی جو حضرت یحییٰ علیہ السلام کی صورت میں عالم انسانیت کے لئے باعث شرف و عزت بنی۔

اس سے معلوم ہوا کہ وہ مقامات جو صالحین عظام کی جائے عبادت و مظہر کرامات ہوتے ہیں وہ بھی عنداللہ اس قدر بابرکت و پسندیدہ ہوتے ہیں کہ وہاں یقینی طور پر دعائیں قبول ہوتی ہیں اور پیغمبران عظام اپنے افعال سے ایسی جگہوں کے متبرک ہونے کی سند فراہم فرماتے ہیں چنانچہ قرآن عظیم میں حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا

ء کا ذکر یوں آیا ہے۔

ھُنَالِکَ دَعَا زَکَرِیَّا رَبَّہٗ ۚ قَالَ رَبِّ ھَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ ذُرِّیَّۃً طَیِّبَۃً ۚ اِنَّکَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ (۳۸) فَنَادَتْہُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَھُوَ قَآئِمٌ یُّصَلِّیْ فِی الْمِحْرَابِ ۔اَنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُکَ بِیَحْیٰی مُصَدِّقًا بِکَلِمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ وَسَیِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ (۳۹): یہاں پکارا زکریا اپنے رب کو بولا اے رب میرے مجھے اپنے پاس سے دے ستھری اولاد بے شک تو ہی ہے دعا سننے والا، تو فرشتوں نے اسے آواز دی اور وہ اپنی نماز کی جگہ کھڑا نماز پڑھ رہا تھا بے شک اللہ آپ کو مژدہ دیتا ہے یحییٰ کا جو اللہ کی طرف کے ایک کلمہ کی تصدیق کرے گا اور سردار اور ہمیشہ کے لیے عورتوں سے بچنے والا اور نبی ہمارے خاصوں میں سے (آل عمران ۔38/39)

آثار و تبرکات کے ثبوت میں یہ چند قرآنی آیتیں بطور دلیل ذکر کی گئیں جو اہل شوق و محبت کے لئے کافی ہیں اور اس امر کا بھی بیان شافی ہے کہ اہلسنت کا آثار صالحین سے تبرک و توسل کرنا از قبیل ایجاد بندہ نہیں بلکہ نصوص شرعیہ سے مزین و مستحکم ہے اور اس پر قرآنی شواہد کے ساتھ ساتھ کثیر احادیث صحیحہ و اقوال ائمہ بھی موجود ہیں۔

بہر حال! اہلسنت و جماعت کے نزدیک آثار و تبرکات صالحین کے فضائل و کرامات مقبول و مسلم ہیں اور اس موضوع پر اکابر علماء کی کثیر کتابیں موجود ہیں لیکن چونکہ اس جگہ ہمارا موضوع آقائے دو جہاں حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک کے فضائل و اعجاز اور اس سے توسل و تبرک کے جواز پر بالاختصار کچھ عرض کرنا ہے اس لئے روئے خامہ صرف اسی جانب متوجہ کرتے ہیں۔ وما توفیقی الا باللہ۔

انسانی بالوں کی اہمیت

کائنات عالم کی پاک چیزیں منافع سے خالی نہیں ہیں اس لئے انسانی طبقہ ان سے اپنے مزاج وطبیعت کے مطابق حسی ومعنوی یا جسمانی وروحانی اعتبار سے متمتع ہوتا رہتا ہے چنانچہ ان منافع بخش اشیاء میں بعض جانوروں کی کھالیں اور بال بھی شامل ہیں جن سے انسان حسب ضرورت فائدہ اٹھاتا رہتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

:وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَ اَوْبَارِهَا وَ اَشْعَارِهَا: اوران کی اون اور ببری اور بالوں سے (النحل۔80)

اس آیت پاک کی تفسیر میں علامہ سعیدی لکھتے ہیں۔

,,اصواف، صوف کی جمع ہے، بھیڑوں کے بال جس کو اون کہتے ہیں، اوبار، وبر کی جمع ہے، اونٹ کے بال اس کو پشم کہتے ہیں۔ اشعار، شعر کی جمع ہے اس کا معنی ہے بکریوں کے بال،، (تفسیر تبیان القرآن)

ملاحظہ کیجئے! آیت مذکورہ میں بھیڑ، بکری اور انٹ کے بالوں کو انسان کے لئے نفع بخش کہا گیا ہے اور انسان اس سے حسی وجسمانی فائدہ حاصل کرتا ہے لیکن انسان چونکہ مکرم ہے اس لئے اس کے بالوں یا اجزائے جسم سے حسی فائدہ اٹھانا شرعاً حلال نہیں جیسا کہ بحر الرائق میں ہے۔

:(وشعر الإنسان والانتفاع به) أي لم يجز بيعه والانتفاع به؛ لأن الآدمي مكرم غير مبتذل، فلا يجوز أن يكون شيء من أجزاءه مهاناً مبتذلاً: یعنی انسانی بال سے نفع اٹھانا جائز نہیں کیوں آدمی مکرم ہے ذلیل نہیں لہٰذا اس کے کسی بھی جز کو ذلیل کرنا جائز نہیں (ج۔06، ص81)

ہاں انسانی بالوں سے روحانی فائدہ اٹھانے میں شرعاً کوئی حرج نہیں بلکہ انسان اگر اس پائے کا ہے کہ وہ عند اللہ محبوب ومرتضیٰ ہے تو اس کے بال بھی مفید ومتبرک ہوتے ہیں لہٰذا ان سے تبرک حاصل کرنا بھی شرعاً مرغوب ومطلوب ہے، اسی لحاظ سے حضرت علامہ سلامت اللہ خاں رامپوری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

جب جانوروں کے بالوں میں منفعت اوراثاث ومتاع یعنی برخورداری اورانتفاع دنیوی نص قطعی سے ثابت ہے تو اشرف المخلوقات کے اشرف اشخاص کے موئے مبارک سے انتفاع اخروی نہ ہونا بعید از عقل سلیم ہے كما لا يخفى على من له قلب سليم و هو مستقيم (شعائر اللہ فی اثبات فضائل شعر رسول اللہ۔ص41)

حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زلف دوتا کی قسم

ہے کلام الٰہی میں شمس وضحیٰ تیرے چہرۂ نور فزا کی قسم
قسم شب تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلفِ دوتا کی قسم

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے۔

:وَ الضُّحٰى، وَ الَّيْلِ اِذَا سَجٰى: چاشت کی قسم، اور رات کی جب پردہ ڈالے (الضحیٰ)

اس کی تفسیر میں مفسرین کا ایک قول یہ ہے کہ ضحیٰ سے چہرۂ نبوت اور لیل سے زلف معنبر مراد ہے چنانچہ علامہ امام رازی لکھتے ہیں۔

:السُّؤالُ الخامِسُ: هَلْ أحَدٌ مِنَ المُذَكِّرِينَ فَسَّرَ الضُّحى بِوَجْهِ مُحَمَّدٍ ﷺ واللَّيْلَ بِشَعْرِهِ ﷺ؟ والجَوابُ: نَعَمْ ولا اسْتِبْعادَ فِيهِ: یعنی کیا مفسرین نے ,,ضحیٰ،، کی تفسیر چہرۂ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ,,لیل،،

کی تفسیر موہائے مبارک سے کی ہے تو جواب ہاں میں ہے کیوں کہ اس میں کوئی بعد ومضائقہ نہیں ہے (تفسیر کبیر)

اور علامہ آلوسی نے اسے قبول کیا ہے جیسا کہ فرماتے ہیں۔

:وَمِنَ النَّاسِ مَن فَسَّرَ الضُّحٰی بِوَجْهِهِ ﷺ وَاللَّیْلَ بِشَعْرِهِ عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ كَمَا ذَكَرَ الْإِمَامُ، وَقَالَ لَا اسْتِبْعَادَ فِيهِ: یعنی بعض مفسرین نے ضحیٰ سے حضور پاک کا چہرۂ انور اور لیل سے آپ کے بال مبارک مراد لئے ہیں جیسا کہ امام رازی نے ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں (تفسیر روح المعانی)

سبحان اللہ! مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کے روئے زیبا اور زلف معطر کی تعبیر میں قرآن مجید نے کیسا خوب صورت استعارہ پیش کیا ہے اور کیسا حسین لب ولہجہ وانداز بیان اختیار کیا ہے یقینا کلام اللہ شان مصطفےٰ ﷺ کا سب سے اعلیٰ بیان ہے۔

اے رضا خود صاحب قرآں ہے مداح حضور
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی

حضور پاک روحی فداہ ﷺ کے موئے مبارک کیسے تھے

شاخِ قامت شہ میں زلف وچشم ورخسار ولب ہیں
سُنبُل، نرگس، گُل، پنکھڑیاں قُدرت کی کیا پھولی شاخ

حضور پاک ﷺ کے سرانور کے بال مبارک سیاہ انتہائی خوبصورت بسا اوقات حنا اور کتم سے رنگے ہوتے تو قدرے سرخ وچمکدار نظر آتے جو گوش مبارک اور شانہ مبارک کے درمیان لٹکے ہوئے ہوتے نہ بالکل سیدھے اور نہ گھونگھریالے بلکہ ہلکے خمدار تھے چنانچہ بخاری ومسلم میں ہے۔

:عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ شَعَرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: كَانَ شَعَرُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ رَجِلًا، لَيْسَ بِالسَّبِطِ وَلَا الْجَعْدِ، بَيْنَ أُذُنَيْهِ وَعَاتِقِهِ:

حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ کے موہائے مبارک تھوڑے خمدار تھے نہ بالکل سیدھے اور نہ گھونگریالے، جو آپ کے گوش مبارک وشانہ مبارک کے درمیان تک ڈھلے ہوئے تھے (ج۔02،ص400)

ابن موہب سے مروی ہے۔

:ان امة سلمة رضی الله عنها ارته شعر النبی ﷺ احمرا: یعنی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان کو حضور پاک ﷺ کا موئے مبارک دیکھایا جو سرخ تھا (بخاری۔ج02،ص399)

چمن طیبہ میں سنبل جو سنوارے گیسو
حور بڑھ کر شکن ناز پہ وارے گیسو
شانہ ہے پنجۂ قدرت ترے بالوں کے لئے
کیسے ہاتھوں نے شہا تیرے سنوارے گیسو
بھینی خوشبو سے مہک جاتی ہے گلیاں واللہ
کیسے پھولوں میں بسائے ہیں تمھارے گیسو
تیل کی بوندیں ٹپکتی نہیں بالوں سے رضاؔ
صبح عارض پہ لٹاتے ہیں ستارے گیسو

حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلقات وآثار کی تعظیم وآداب اور صحابۂ کرام

انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد طبقۂ انسانی کا سب سے افضل ترین گروہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گروہ ہے اس جماعت کے ہر فرد نے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت اپنے ماتھے کی آنکھوں سے کی اور بارگاہ رسالت کی تعظیم وتوقیر کا حق ادا کرنے کی مکمل سعی کی چنانچہ انھوں نے صرف حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات وصفات ہی کی تعظیم کو فرض نہ جانا بلکہ ہر وہ شئ جو جسم اطہر سے متعلق رہی اسے بھی واجب الاحترام گردانا جیسے موئے مبارک، ناخن مبارک، لعاب مبارک، لہو مبارک، پیراہین مبارک، عمامہ شریف، عصا مبارک، نعلین شریف، پیالہ مبارک، بستر مبارک، منبر شریف حتیٰ کہ بول وبراز مبارک کو بھی انھوں نے معظم ومتبرک جانا اور بعد والوں کے لئے ان آثار وتبرکات کی تعظیم وتکریم کا شاندار نمونہ چھوڑا۔

صحابہ کرام عشق رسول کے اعلیٰ معیار پر فائز تھے وہ اپنے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا وخوشنودی کے لئے پروانہ وار مستعد رہتے تھے، ان کا ذوق ایمانی انھیں بارگاہ نبوت کا ایسا ادب شناس بنا دیا تھا کہ دیکھنے والے دیکھ کر حیرت زدہ رہ جاتے تھے چنانچہ صلح حدیبیہ کے موقع پر کفار قریش کا نمائندہ عروہ بن مسعود ثقفی (جو ابھی ایمان نہیں لائے تھے) نے بارگاہ مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اصحاب رسول کا انداز ادب وتعظیم دیکھا تو اپنے ساتھیوں کو اس طرح نصیحت دی۔

:أی قوم واللہ لقد وفدت علی الملوك و وفدت علی قیصر۔ و کسریٰ والنجاشی واللہ ان رأیت ملکا قط یُعَظِّمُہٗ اصحابہٗ کما یُعَظِّمُ اصحاب محمد محمدا واللہ ان تنخم نخامۃ الا وقعت فی کف رجل منھم فدلك بھا وجھہ وجلدہٗ واذا

امرھم ابتدروا امرہٗ واذا توضأ کادوا یقتتلون علیٰ وضوئہٖ واذا تکلم خفضوا اصواتھم عندہٗ وما یُحِدّونَ الیہ النظر تعظیما لہٗ: یعنی عروہ کہتے ہیں کہ اے لوگو! اللہ کی قسم میں بادشاہوں کے دربار میں گیا قیصر وکسریٰ ونجاشی کے دربار میں گیا مگر قسم ہے اللہ کی میں نے کسی بادشاہ کے ہم نشینوں کو اس کی ایسی تعظیم کرتے ہوئے نہیں دیکھا جیسی تعظیم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کرتے ہیں، بخدا اگر وہ تھوکتے بھی ہیں تو وہ ان کے کسی شیدائی کے ہاتھ میں آجاتا ہے جس کو وہ اپنے چہرے اور جلد پر مل لیتا ہے اور جب وہ انھیں کسی بات کا حکم کرتے ہیں تو تعمیل کے لئے سب دوڑ پڑتے ہیں اور جب وہ وضو کرتے ہیں تو وضو کے غسالہ کو حاصل کرنے کے لئے سب آپس میں ایسا ہجوم کرتے ہیں گویا لڑ پڑیں گے اور جب وہ کلام کرتے ہیں تو سب ان کے حضور اپنی آواز کو پست کر لیتے ہیں یہاں تک کہ تعظیماً ان کی طرف نظر بھر کر نہیں دیکھتے (بخاری۔ ج01، ص483)

یہ تو بس ایک نمونہ ہے ورنہ کتب احادیث میں تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایسی بے شمار مثالیں موجود ہیں جو عاشقوں کے ایمان واعتقاد کو تازگی فراہم کرتی ہیں۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک امت تک کیسے پہنچے

بسا اوقات لوگ یہ ضرور پوچھتے ہیں کہ آج پوری اسلامی دنیا میں جگہ جگہ جو حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک کی زیارت کرائی جاتی ہے وہ امت تک کیسے پہنچے؟ تو اس پر عرض ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا موئے مبارک متعدد موقع پر صحابہ میں تقسیم فرمایا تا کہ وہ انھیں بطور تبرک اپنے پاس رکھیں جیسا کہ علامہ زرقانی لکھتے ہیں۔

:وَاِنَّما قسَّم شعرَه فی اصحابه لِیکونَ برکةً باقیةً بینَهم وتذکرةً لهم، وکأنَّه أشارَ بذلك الی اقترابِ الأجلِ: یعنی حضور پاک ﷺ نے اپنے صحابہ کے درمیان اپنے موئے مبارک کو تقسیم فرمایا تاکہ وہ ان میں بطور برکت ویادگار باقی رہیں نیز اس سے آپ نے اپنے وصال شریف کی طرف اشارہ فرمادیا (شرح زرقانی علی المواہب۔ج08،ص196)

چنانچہ وہ حضرات ان مقدس بال کو بطور تبرک ونشانی اپنے پاس محفوظ کر لیتے اور ذریعہ نجات جان کر بعد از وصال اپنے کفن میں رکھنے کی وصیت کرتے یا دوسروں کو بطور تبرک ہدیہ کر دیتے اور اس طرح نسلا بعد نسل وقرنا بعد قرن علماء وصلحاء کے توسط سے آج حضور نبی رحمت ﷺ کے موہائے مبارک مسلمانوں کی بیشتر آبادیوں میں چشمۂ خیر وبرکات بنے ہوئے ہیں فالحمد للہ علیٰ ذالك۔

الغرض اس بات کا ذکر حدیث پاک میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے از خود اپنے موہائے مبارک کو صحابہ کرام میں تقسیم فرمایا اور صحابہ کرام نے انھیں از جان عزیز تر سمجھ کر بطور تبرک اپنے پاس محفوظ فرمالئے چنانچہ اس سلسلے میں کتب احادیث میں متعدد روایتیں موجود ہیں جن کو اپنی جگہ ملاحظہ کیا جا سکتا ہے مثلا مسلم شریف میں ہے۔

:عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَالْحَلَّاقُ يَحْلِقُهُ، وَأَطَافَ بِهِ أَصْحَابُهُ، فَمَا يُرِيدُونَ أَنْ تَقَعَ شَعْرَةٌ إِلَّا فِي يَدِ رَجُلٍ: یعنی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حجام رسول اللہ ﷺ کا موئے مبارک تراش رہا ہے اور حضور ﷺ کے صحابہ حضور کے ارد گرد چکر لگا رہے ہیں اس ارادے سے کہ حضور ﷺ کا ہر ایک بال شریف کسی نہ کسی کے ہاتھ میں تشریف لے آئے (صحیح مسلم۔ج02،ص256)

اسی مسلم شریف ہی میں ہے۔

:عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَتَى مِنًى، فَأَتَى الْجَمْرَةَ فَرَمَاهَا، ثُمَّ أَتَى مَنْزِلَهُ بِمِنًى وَنَحَرَ، ثُمَّ قَالَ لِلْحَلَّاقِ " خُذْ " وَأَشَارَ إِلَى جَانِبِهِ الْأَيْمَنِ، ثُمَّ الْأَيْسَرِ، ثُمَّ جَعَلَ يُعْطِيهِ النَّاسَ: یعنی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور منی میں جمرہ پر تشریف لے گئے اور اس کی رمی فرمائی پھر واپس منی تشریف لے آئے اور نحر فرمایا اس کے بعد سر انور کی دائیں جانب اشارہ کرتے ہوئے حجام سے فرمایا کہ تراشو! اس کے بعد بائیں جانب تراشنے کا اشارہ فرمایا اور موئے مبارک صحابہ کو عطا فرمایا (ایضا۔ج01،ص421)

پھر اسی باب میں ہے۔

:عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ، أَمَّا أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ فِي رِوَايَتِهِ لِلْحَلَّاقِ " هَا " وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى الْجَانِبِ الْأَيْمَنِ، هٰكَذَا، فَقَسَمَ شَعَرَهُ بَيْنَ مَنْ يَلِيهِ. قَالَ: ثُمَّ أَشَارَ إِلَى الْحَلَّاقِ وَإِلَى الْجَانِبِ الْأَيْسَرِ، فَحَلَقَهُ، فَأَعْطَاهُ أُمَّ سُلَيْمٍ، وَأَمَّا فِي رِوَايَةِ أَبِي كُرَيْبٍ، قَالَ: فَبَدَأَ بِالشِّقِّ الْأَيْمَنِ، فَوَزَّعَهُ الشَّعَرَةَ وَالشَّعَرَتَيْنِ بَيْنَ النَّاسِ، ثُمَّ قَالَ بِالْأَيْسَرِ۔ فَصَنَعَ بِهِ مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ قَالَ: هَاهُنَا أَبُو طَلْحَةَ؟ فَدَفَعَهُ إِلَى أَبِي طَلْحَةَ: یعنی ہشام کی روایت میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے حجام کو بلا کر اپنے سر مبارک کی دائیں جانب کے بال مونڈنے کا حکم دیا پھر ان مبارک بالوں کو آس پاس کے لوگوں میں تقسیم فرمادیا اس کے بعد بائیں جانب کے بال مبارک تراشنے کا حکم فرمایا اور انھیں حضرت ام سلیم کو عطا فرمایا کریب کی روایت میں یوں ہے کہ حلاق نے دائیں جانب سے موئے مبارک کو مونڈنا شروع کیا جن کو آپ نے ایک ایک دو دو کر کے حاضرین میں تقسیم کر دیا، اسی

طرح بائیں جانب کے بال مبارک کوتراشنے کا حکم فرمایا اوران موئے مبارک کوحضرت ابوطلحہ کو بلاکر انھیں مرحمت کیا(ایضا)

نیزاسی میں ہے۔

:عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: لَمَّا رَمَى رَسُولُ اللهِ ﷺ الْجَمْرَةَ، وَنَحَرَ نُسُكَهُ، وَحَلَقَ، نَاوَلَ الْحَالِقَ شِقَّهُ الْأَيْمَنَ، فَحَلَقَهُ، ثُمَّ دَعَا أَبَا طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيَّ، فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ، ثُمَّ نَاوَلَهُ الشِّقَّ الْأَيْسَرَ، فَقَالَ "احْلِقْ" فَحَلَقَهُ، فَأَعْطَاهُ أَبَا طَلْحَةَ، فَقَالَ اقْسِمْهُ بَيْنَ النَّاسِ: یعنی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب حضور اکرم ﷺ رمی جمار اور نحر کرکے فارغ ہوئے تو حجام سے اپنی دائیں جانب کے بال شریف منڈوا کر ابوطلحہ انصاری کو مرحمت فرمایا پھر بائیں جانب کے موئے مبارک شریف منڈوا کر ابو طلحہ کو دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ انھیں حاضرین میں تقسیم کردو(ایضا)

بہر حال حضور پاک ﷺ نے متعدد موقعے پر اپنے بال شریف کو صحابۂ کرام میں تقسیم فرمایا اور صحابہ سے وہ موئے مبارک بطور تبرک آنے والے عاشقان رسول تک منتقل ہوئے بعدۂ اسی طرح پوری اسلامی دنیا میں پھیل گئے۔ اور مقام مصطفیٰ ﷺ کے قدر شناسوں نے جگہ جگہ درگاہیں و زیارت گاہیں قائم کرکے انھیں محفوظ فرمالئے یوں آج پوری دنیا میں موئے مبارک کے فیوض و برکات جاری وساری ہیں۔

اس سلسلے میں مشہور دیوبندی عالم تقی عثمانی صاحب کا درج ذیل تبصرہ بھی معلومات میں اضافے کا باعث ہوسکتا ہے جو ترکی کے سرکاری میوزیم میں رکھے ہوئے تبرکات شریفہ کے بارے میں ہے۔ اس نے لکھا ہے۔

تبرکات: چنانچہ ہم (استنبول ترکی میں) سب سے پہلے اس کمرے میں پہنچے جہاں سرکار دو عالم ﷺ کے تبرکات محفوظ کئے گئے ہیں یوں تو دنیا کے مختلف

حصوں میں حضرت ﷺ کی طرف منسوب تبرکات پائے جاتے ہیں لیکن مشہور یہ ہے کہ استنبول میں محفوظ یہ تبرکات زیادہ مستند ہیں، ان میں سرور دو عالم ﷺ کا جبہ مبارک آپ کی دو تلواریں آپ کا وہ جھنڈا جس کے بارے میں مشہور یہ ہے کہ وہ غزوہ بدر میں استعمال کیا گیا تھا۔ موئے مبارک دندان مبارک مقوقش شاہ مصر کے نام آپ کا مکتوب گرامی اور آپ کی مہر مبارک شامل ہیں۔

تاریخی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تبرکات بنوعباس کے خلفاء کے پاس موجود تھے چنانچہ یہ آخری عباسی خلیفہ المتوکل کے حصے میں بھی آئے تھے، وہ آخر میں مصر کے اندر مملوک سلاطین کے زیر سایہ زندگی بسر کررہا تھا، اقتدار و اختیار میں اس کا کوئی حصہ نہ تھا۔ دسویں صدی ہجری میں جب حجاز اور مصر کے علاقوں نے عثمانی سلطان سلیم اول کی سلطنت تسلیم کرلی اور اسے خادم الحرمین الشریفین کا منصب عطا کیا گیا تو عباسی خلیفہ المتوکل نے خلافت کا منصب بھی سلطان سلیم کو سونپ دیا اور مقامات مقدسہ حرمین شریفین کی کنجیاں اور یہ تبرکات بھی بطور سند خلافت ان کے حوالے کردیئے۔ اسی کے بعد سے سلاطین عثمان کو خلیفہ اور امیر المومنین کا لقب مل گیا، اور پوری دنیائے اسلام نے ان کی یہ حیثیت کسی اختلاف کے بغیر تسلیم کرلی۔

اس طرح سلطان سلیم دسویں صدی ہجری میں یہ تبرکات مصر سے استنبول لے کر آئے، اور یہ اہتمام کیا کہ توپ کاپے سرائے میں ان کو محفوظ رکھنے کے لیے ایک مستقل کمرہ تعمیر کیا۔ سلطان کی طرف سے ان تبرکات کی قدردانی اور ان سے عشق و محبت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب تک سلطان سلیم زندہ رہے استنبول میں مقیم رہنے کے دوران اس کمرے میں خود

اپنے ہاتھ سے جھاڑو دیتے اور اس کی صفائی کیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ اس کمرے میں انہوں نے حفاظ قرآن کو مقرر کیا کہ وہ چوبیس گھنٹے یہاں تلاوت کرتے رہیں، حفاظ کی ڈیوٹیاں مقرر تھیں اور ایک جماعت کا وقت ختم ہونے سے پہلے دوسری جماعت آ کر تلاوت شروع کر دیتی تھی۔ اس طرح یہ سلسلہ بعد کے خلفا نے بھی جاری رکھا۔ اس طرح دنیا میں شاید یہ واحد جگہ ہے جہاں چار سو سال مسلسل تلاوت قرآن ہوتی رہی ہے، اور اس دوران ایک لمحے کے لیے بھی بند نہیں ہوئی خلافت کے خاتمے کے بعد یہ سلسلہ موقوف ہوا۔ ان تبرکات کو انتہائی نفیس لکڑی کے صندوقوں میں رکھا گیا ہے اور سال بھر میں صرف ایک بار رمضان کی ستائیسویں شب میں انہیں باہر نکال کر ان کی زیارت کرائی جاتی ہے، عام دنوں میں یہ تبرکات صندوقوں میں بند رہتے ہیں اور صرف صندوق ہی دیکھے جا سکتے ہیں۔ لہذا ہم ان تبرکات کی زیارت نہ کر سکے۔ صرف صندوق دور سے نظر آئے (جہاں دیدہ۔ ص138 / 139)

سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک عظیم ترین تبرک ہیں

جس نے میرے ایک بال کو بھی اذیت پہنچائی تحقیق کہ اس نے مجھے اذیت پہنچائی اور جس نے مجھے اذیت پہنچائی اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی (تاریخ ابن عساکر۔ ج42، ص201)

اور کنز العمال میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے۔

:سمعت رسول الله ﷺ وهو اخذ شعرة يقول من اٰذى شعرة من شعرى فالجنة عليه حرام: یعنی میں نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپ اپنا موئے مبارک پکڑ کر ارشاد فرما رہے تھے کہ جو شخص میرے ایک بال

کو بھی اذیت دے گا اس پر جنت حرام ہے (کنز العمال۔ ج02، ص276)

یہی وجہ ہے کہ صحابۂ کرام و دیگر سلف صالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیگر آثار مبارکہ کے ساتھ ساتھ موئے مبارک کی بھی غایت درجہ تعظیم واحترام فرماتے تھے اور اسے برکت واستعانت کا ذریعہ سمجھتے تھے۔

موئے مبارک اور صحابۂ کرام وسلف صالحین کا طرز عمل

حضور پرنور رسید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب ہر ایک چیز امت کے نزدیک عظیم ترین تبرک اور باعث خیر وصلاح ہے اور عہد صحابہ سے ہی لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی استعمال شدہ چیزوں سے تبرک وتوسل اور شفا وسکون حاصل کرتے آئے ہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اس سلسلے میں ایسا زبردست نمونہ پیش فرمایا ہے جو قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے لئے برہان مبین کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس تعلق سے چند شواہد حاضر ہیں۔

موئے مبارک کا غسالہ ذریعہ شفا وبرکت ہے

ام المؤمنین سیدتنا ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ معمول تھا کہ تاجدار ختم نبوت حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا موئے مبارک جس کو انھوں نے اپنے پاس چاندی کی ایک ڈبیہ میں نہایت ہی احترام کے ساتھ سنبھال کر رکھا تھا اس کا دھون وہ شفا کے واسطے مریضوں کو عطا فرمایا کرتیں جس کے پینے سے مریض شفایاب ہو جاتا جیسا کہ حضرت عثمان بن عبداللہ بن موہب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

:أَرْسَلَنِي أَهْلِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ بِقَدَحٍ مِنْ مَاءٍ، وَقَبَضَ إِسْرَائِيلُ ثَلَاثَ أَصَابِعَ مِنْ قُصَّةٍ فِيهِ شَعَرٌ مِنْ شَعَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ إِذَا أَصَابَ الْإِنْسَانَ عَيْنٌ أَوْ شَيْءٌ، بَعَثَ

إِلَيْهَا مِخْضَبَهُ، فَاطَّلَعْتُ فِي الْجُلْجُلِ، فَرَأَيْتُ شَعَرَاتٍ حُمْرًا:
یعنی مجھے میرے گھر والوں نے پانی کا ایک پیالہ دے کر حضرت ام سلمہ کے پاس بھیجا۔۔۔ان کے پاس چاندی کی ایک ڈبیہ تھی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک موئے مبارک تھا، جب کسی کو نظر لگ جاتی یا کوئی بیماری ہو جاتی تو وہ حضرت ام المومنین کی طرف (موئے مبارک کے دھون کے لئے) ایک برتن بھیجتا، (عثمان بن عبد اللہ کہتے ہیں) میں نے اس ڈبیہ میں جھانک کر دیکھا تو اس میں سرخ رنگ کے کئی موئے مبارک تھے (بخاری۔ج02،ص875)

سوکھے دھانوں پہ ہمارے بھی کرم ہو جائے
چھائے رحمت کی گھٹا بن کے تمھارے گیسو

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت

حضرت انس بن مالک جلیل قدر صحابی جو بچپن ہی سے خدمت اقدس میں رہے اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی آپ کو بہت عزیز رکھتے تھے، سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کا عشق اس درجے کا تھا کہ لمحہ بھر کی جدائی ان کے لئے دشوار ہو جاتی تھی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے انھیں بھی موئے مبارک تفویض ہوا تھا جس کو انھوں نے زندگی بھر سینے سے لگائے رکھا اور جب وقت وصال قریب آیا تو اپنے شاگرد حضرت ثابت بنانی سے فرمایا کہ اس موئے مبارک کو میرے منہ میں رکھ کر ہی مجھے دفن کرنا، الاصابہ میں ہے۔

:قال ثابت البنانی قال لی انس بن مالك هذه شعرة من شعر رسول الله ﷺ فضعها تحت لسانی، قال فوضعتها تحت لسانه فدفن وهی تحت لسانه: یعنی حضرت ثابت بنانی کہتے ہیں کہ حضرت انس نے مجھ سے فرمایا کہ یہ میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک بال شریف ہے پس (جب میرا انتقال ہو جائے کفن سے قبل) اس کو میرے منہ میں رکھ دینا! حضرت ثابت بنانی کہتے ہیں میں نے وہ مبارک بال ان کے منہ میں رکھ دیا اور اسی حال میں ان کو دفن کیا گیا (الاصابہ۔ج01،ص72)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت

کاتب وحی ربانی خال المؤمنین حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ عظیم المرتب صحابی جن کے دور خلافت میں حدود اسلامیہ میں بہت زیادہ وسعت پیدا ہوئی اور اسلام کی زبردست اشاعت و سربلندی حاصل ہوئی اور اس جہت میں آپ نے شاندار کردار ادا کیا ہے۔جان کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کے عشق کا انداز بھی بڑا والہانہ تھا اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ان کے حق میں ہادی و مہدی ہونے کی دعائی فرمائی تھی جس کا اثر ان کی شخصیت پر نمایاں تھا۔حضرت امیر معاویہ کو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کریمہ سے جو قلبی و روحانی لگاؤ تھا وہ تو اپنی جگہ بے مثال تھا ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آثار متبرکہ سے بھی انھیں بے پناہ عشق تھا حتی کہ اس جہان میں بھی وہ ان آثار پاک سے تبرک و توسل فرماتے رہے اور بعد از وفات بھی ان کو اپنے لئے ذریعہ نجات قرار دیا جیسا کہ حسب ذیل روایات اس پر شاہد عدل ہیں، امام ابن عساکر نقل کرتے ہیں۔

:قدم معاوية بن أبي سفيان المدينة، فأرسل إلى عائشة أن أرسلي إلي بأنبجانية رسول الله وشعره، فأرسلت به معي أحمله، حتى دخلت فأخذ الانبجانية فلبسها وأخذ شعره ﷺ فدعا بماء فغسله فشربه وأفاض على جلده: یعنی حضرت امیر معاویہ ایک بار مدینہ طیبہ تشریف لائے تو ام المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس کہلا بھیجا کہ آپ مجھے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادر مبارک اور

بال شریف عطا فرمائیں (تا کہ میں اس سے برکت حاصل کروں، راوی کہتا ہے کہ) ام المؤمنین نے مجھے وہ تبرکات دیکر بھیجا جن کولیکر میں حضرت امیر کی خدمت میں پہنچا، پس آپ نے چادر مبارک کو(تبرکا) پہن لیا اور موئے مبارک کو لے کر پانی منگویا پھر اسے دھو کر پی لیا اور باقی ماندہ کو اپنے جسم پر انڈیل لیا(تاریخ ابن عساکر۔ ج59،ص153)

اسی تاریخ ابن عساکر میں یہ واقعہ بھی منقول ہے۔

:لما حضرت معاوية الوفاة جمع بنيه وولده، ثم قال لأم ولد له، أريني الوديعة التي استودعتك إياها، قال: فجاءت بسفط مختوم مقفلاً عليه، قال: فظننا أن فيه جوهراً، قال: فقال: إنما كنت أذخر هذا لهذا اليوم، قال: ثم قال لها: افتحيه، ففتحته، فإذا منديل عليه ثلاثة أثواب، قال: هذا قميص رسول الله ﷺ كساني، وهذا رداء رسول الله ﷺ كساني لما قدم من حجة الوداع، قال: ثم مكثت بعد ذلك ملياً، ثم قلت: يا رسول الله، ا كسني هذا الإزار الذي عليك، قال: إذا ذهبت إلى البيت أرسلت به إليك يا معاوية، قال: ثم إن رسول الله ﷺ أرسل به إلي، ثم إن رسول الله ﷺ دعا الحجام فأخذ من شعره ولحيته، قال: فقلت: يا رسول الله، هب لي هذا الشعر، قال: لاخذه يا معاوية، فهو مصرور في طرف الرداء، فإذا أنا مت فكفنوني في قميص رسول الله ﷺ، وأدرجوني في ردائه، وأزروني بإزاره، وخذوا من شعر رسول الله ﷺ فاحشوا به شدقي ومنخري، وزروا سائره على صدري وخلوا بيني و بين رحمة ارحم

الراحمين: یعنی جب حضرت امیر معاویہ کا وقت وصال قریب آیا تو آپ نے بال بچوں کو اپنے پاس جمع فرمایا اور اپنی بیوی سے فرمایا کہ میرے پاس میری امامنت لاؤ! چنانچہ وہ ایک مہر بند مقفل چھوٹا سا صندوق اٹھائی لائی، حاضرین نے گمان کیا کہ اس میں ہیرے جواہرات ہوں گے! حضرت امیر نے فرمایا کہ یہ وہ چیزیں ہیں جن کو میں نے آج ہی کے دن کے لئے جمع کر رکھا تھا، پھر اہلیہ سے کہا اسے کھولو! جب انھوں نے اس کو کھولا تو اس میں ایک رومال تھا جس پر تین کپڑے اور تھے حضرت امیر نے (ان کپڑوں کے بارے میں) فرمایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیراہن مبارک ہے جس کو آپ نے مجھے پہنا دیا تھا اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادر مبارک ہے جس کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حجۃ الوداع کے موقع پر اوڑھایا تھا پھر تھوڑی دیر کے بعد میں نے حضور کی خدمت میں عرض کی تھی یا رسول اللہ یہ تہبند مبارک بھی مجھے پہنا دیں جو حضور پہنے ہوئے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے معاویہ گھر پہنچ کر میں تمھیں یہ تہبند بھجوادوں گا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھر پہنچ کر وہ تہبند مبارک مجھے بھجوا دیا (پھر کہا کہ) اسی حجۃ الوداع کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجام کو بلا کر اپنا موئے مبارک بنوانے لگے تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے بھی یہ موئے مبارک عطا فرمائیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عطا فرمایا دیا جن کو میں نے چادر کے ایک کونے میں باندھ کر محفوظ کر رکھا ہے۔ لہٰذا (اے میرے وارثو) جب میں مرجاؤں تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیراہن مبارک، چادر مبارک اور ازار مبارک میں مجھے کفنا دینا اور موئے مبارک کو میرے چہرے و سینے پر رکھ دینا پھر مجھے رحمٰن کے سپرد کر دینا(تاریخ ابن عساکر۔ ج59،ص229)

اور امام ابن عبد البر نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آخری وصیت کا ایک حصہ یوں نقل فرمایا ہے۔

یا بنیّ! انی صَحِبتُ رسولَ الله ﷺ فخَرَجَ لحاجةٍ، فاتّبعتُه باداوة، فكسانى أحدَ ثوبيه الذى كان يلى جلده، فخبأته لهذا اليوم، وأخذَ رسولُ الله ﷺ من اظفاره وشعره ذاتَ يوم فأخذتُه وخبأته لهذا اليومِ، فاذا أنامتُّ فاجعل ذلك القميصَ دونَ كفنى ممّا يلى جلدى، وخُذ ذلك الشعرَ والأظفارَ فاجعلَهُ فى فمى وعلى عينى ومواضع السجود منى، فان نفع شئى فذاك والا فان الله غفور الرحيم: یعنی اے بیٹے! میں ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں تھا پس آپ رفع حاجت کے لیے نکلے تو میں پانی کا برتن لے کر آپ کے پیچھے گیا اس موقع پر آپ نے زیب تن کیے ہوئے دو کپڑوں میں سے ایک مجھے پہنا دیا جس کو میں نے اس دن کے لیے چھپا کر رکھا تھا، یونہی ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ناخن پاک اور موئے مبارک تراشوائے، تو میں نے انھیں حاصل کر لیا تھا جن کو اسی دن کے لیے محفوظ کر لیا تھا لہٰذا تم اس پیراہن مبارک کو کفن کے نیچے میرے بدن سے بالکل متصل رکھ دینا اور موئے مبارک و ناخن مبارک کو میرے منہ، آنکھوں اور سجدہ کی جگہوں پر رکھ دینا! پس اس کا نفع میری مغفرت کے لئے کافی ہے اور بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے (الاستیعاب۔ج۔03،ص453)

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور موئے مبارک

عظیم جرنیل صحابی، فاتح قیصر و کسریٰ سیف اللہ المسلول مجاہدین اسلام کے کامیاب سپہ سالار حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کے مبارک نام سے آج بھی دنیائے

کفر متزلزل ہے اور جن کی بے نیام تلوار کی صدائے ضرب سے آج بھی ایوان باطل میں دراریں پڑتی نظر آ رہی ہیں، آپ ایک ایسے کامیاب مجاہد تھے کہ فتح و نصرت ہمیشہ آپ کے جلو میں رہی، جس طرف نظر اٹھائی کامرانی کے شادیانے بجے اور جدھر قدم بڑھایا ظفر مندی کے جھنڈے لہرا دیئے ایسا کیوں نہ ہو کہ اپنے کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کو سیف اللہ کا خطاب عطا ہوا تھا لیکن آپ کا اپنا ماننا بلکہ تجربہ یہ تھا کہ مجھے جنگوں میں دشمنوں پر فتح اپنی ہمت و تدبیر یا فوجی قوت کی وجہ سے نہیں بلکہ میرے آقا و مولیٰ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس مبارک بال کے طفیل ملا کرتی ہے جو میری ٹوپی کے اندر موجود ہوتا ہے چنانچہ امام ہیثمی روایت کرتے ہیں۔

عن جعفر بن عبد الله بن الحكم: أنّ خالدَ بنَ الوليدِ فقد قَلَنْسُوَةً له يومَ اليرموكِ فقال اطلُبوها فلم يجِدوها فقال اطلُبوها فوجَدوها فإذا هى قَلَنْسُوَةٌ خَلِقةٌ فقال خالدٌ اعتمَر رسولُ اللهِ ﷺ فحلَق رأسَه فابتَدر النّاسُ جوانبَ شَعَرِه فسبَقْتُهم إلى ناصيَتِه فجعَلْتُها فى هذه القَلَنْسُوَةِ فلم أشهَدْ قِتالًا وهى معي إلّا رُزِقْتُ النُّصرةَ: یعنی غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت خالد بن ولید کی ٹوپی گم ہو گئی تو آپ نے ڈھونڈنے کو کہا لیکن کسی کو نہیں ملی پھر دوبارہ آپ نے تلاش کرنے کو کہا تو ٹوپی مل گئی جو بہت بوسیدہ ہو چکی تھی، تب حضرت خالد بن ولید نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمرہ کے موقع پر حلق راس فرمایا تو لوگ آپ کے موئے مبارک حاصل کرنے کے لئے آپ کے ارد گرد جلدی کرنے لگے چنانچہ آپ کے ناصیۂ پر انوار کا ایک موئے مبارک حاصل کرنے میں میں کامیاب ہو گیا جس کو میں نے اس ٹوپی میں رکھا ہوا ہے پس جس جنگ میں بھی میں اس ٹوپی کے ساتھ حاضر ہوتا ہوں مجھے اس کی برکت سے فتح نصیب ہوتی ہے (مجمع الزوائد۔ج09،ص352)

موئے مبارک کی برکت سے جنگ جیتنے کا عجیب واقعہ

فتوح الشام میں علامہ واقدی حضرت خالد بن ولید کا ایک واقعہ یوں بیان کرتے ہیں۔

حضرت اسحاق بن عبداللہ حضرمی نے اپنے باپ سے روایت کیا۔انھوں نے فرمایا کہ میں معرکہ اجنادین اور دوسری جنگوں میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح کے ساتھ رہا ہوں اسی طرح قنسر بین اور حلب کی لڑائی میں بھی آپ کے ساتھ حاضر تھا ہم نے اللہ کی راہ میں لڑی جانے والی ہر جنگ میں خیر و برکت اور فتح و نصرت ہی دیکھی۔

جب شیرز کے پڑاؤ میں ہم خیمہ زن تھے تو ایک رات ایسا ہوا کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح اپنے کیمپ میں لیٹے ہوئے تھے کہ ایک دم آپ چلا چلا کر مسلمانوں کو بلانے لگے اور منادی فرمارہے ہیں مسلمانو! جہاد کے لئے نکلو، جہاد کے لئے نکلو کیونکہ ہمارے مجاہدین موحدین کا دشمنان خدا نے محاصرہ کرلیا ہے ان کی مدد کے لئے نکل پڑو! مسلمان مجاہدین آپ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے چاروں طرف سے آپ کی طرف دوڑے اور حاضر ہو کر دریافت کیا اے امیر ہوا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا میں ابھی ابھی سویا ہوا تھا کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور آپ ﷺ نے مجھے جھڑک کر جگایا اور سخت لہجے میں ارشاد فرمایا: یا ابن الجراح اتنام عن نصرة القوم الكرام فقمه والحق بخالد فقد أحاط به اللئام فإنك تلحق به إنشاء الله تعالى بمشية رب العالمين: اے ابن جراح! تم معزز لوگوں (مسلمانوں کی مدد کرنے کو چھوڑ کر یہاں سوئے ہوئے ہو، پس اٹھو اور خالد سے جاملو کیونکہ کمتر لوگوں نے برتر لوگوں کا گھیراؤ کرلیا ہے۔ انشاءاللہ تم اللہ رب العالمین کی مشیت سے ضرور اپنے معزز ساتھیوں

کے ساتھ جا لو گے۔

علامہ واقدی آگے لکھتے ہیں۔

مسلمانوں نے جب حضرت ابوعبیدہ کا حکم سنا تو فوراً اپنے ہتھیاروں اور اپنی سواریوں کی طرف دوڑے اور مسلح ہو کر جلدی سے ننگی پشت اور بازین گھوڑوں پر سوار ہو کر حضرت خالد اور ان کے ساتھیوں کی مدد کے لئے تیزی سے چل دیئے۔

ام تمیم کا حضرت خالد کی ٹوپی لے کر آنا: حضرت ابوعبیدہ لشکر کے ہراول دستہ میں تھے آپ نے دیکھا کہ ایک شہسوار سب لوگوں سے آگے سرپٹ اپنے گھوڑے کو دوڑاتے ہوئے جارہا ہے۔آپ نے مسلمانوں کے بعض مردوں کو حکم دیا کہ وہ اس شہسوار سے جا کر ملیں مگر پوری کوشش کے باوجود یہ لوگ اس تک پہنچنے میں کامیاب نہ ہوسکے کیونکہ اس کا گھوڑا نہایت تیز رفتار تھا۔

حضرت ابوعبیدہ کہتے ہیں: میں نے گمان کیا کہ یہ کوئی فرشتہ ہے جس کو اللہ نے مسلمانوں کی مدد اور رہنمائی کے لئے بھیجا ہے جو ہمارے آگے نہایت سرعت سے دوڑا چلا جارہا ہے۔حضرت رافع بیان کرتے ہیں کہ جب ہمارے گھوڑسوار اس شہسوار کو پانے سے عاجز ہو گئے تو حضرت ابوعبیدہ نے اس سوار کو زور سے آواز دی اور فرمایا: اے تیز رو سوار! اے بہادر ونڈر شخص اللہ تم پر رحم فرمائے! اپنی جان کو اس قدر مشقت میں نہ ڈال ذرا نرمی سے کام لے، آپ کی آواز سن کر وہ سوار ٹھہر گیا۔

جب حضرت ابوعبیدہ سوار کے قریب پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ سوار تو حضرت خالد بن ولید کی زوجہ محترمہ حضرت ام تمیم ہیں۔ جب آپ نے پہچان لیا تو فرمایا اے ام تمیم تمھیں ہمارے آگے چلنے پر کس چیز نے مجبور کیا ہے؟ تو وہ

عرض کرنے لگیں حضرت صاحب! میں نے آپ کو سنا کہ آپ زور زور سے ندا کر رہے ہیں کہ خالد کا دشمنوں نے گھیراؤ کر لیا ہے میں نے دل میں سوچا کہ خالد کبھی مغلوب ومخذول نہیں ہو سکتے کیونکہ ان کے پاس حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے گیسوئے مبارک موجود ہیں اور وہ حضور ﷺ کے موئے مبارک کی برکت اور وسیلہ جلیلہ سے کبھی ناکام اور رسوا ہو ہی نہیں سکتے ۔ پھر اچانک میری نظر حضرت خالد کی ٹوپی پر پڑی تو میں سمجھ گئی کہ اوہ!! آپ اپنی وہ مبارک ٹوپی جس میں حضور اکرم ﷺ کے گیسوئے مشک بار اور کاکل عنبریں ہوتے ہیں یہیں بھول گئے ہیں سو میں نے وہ مبارک ٹوپی لی اور پوری عجلت سے آپ تک پہنچانے کو حاضر ہو گئی ہوں۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے فرمایا اے ام تمیم! چلو تم پہنچو، اللہ آپ کے کام کو بابرکت کرے اور آپ کی مدد فرمائے۔

ام تمیم بیان کرتی ہیں میں قبیلہ ''مذحج'' کی عورتوں کی جماعت میں محو سفر تھی، ہمارے گھوڑے شہبازوں کی طرح اڑتے ہوئے جا رہے تھے یہاں تک کہ ایک مقام پر ہمیں سخت گردوغبار اڑتا ہوا دکھائی دینے لگا جہاں قتال ہو رہا ہے، نیزے چمک رہے ہیں اور تلواریں اس طرح چمک رہی ہیں جس طرح آسمان پر تارے چمکتے ہیں مسلمانوں کی کوئی آواز سنائی نہیں دیتی تھی ہمیں یہ امر نہایت ناگوار گزرا اور ہم نے سوچا کہ دشمنوں نے مسلمانوں کو مغلوب کر لیا ہے۔ اتنے میں حضرت ابوعبیدہ نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور دشمن پر حملہ کر دیا اور آپ کے ساتھی بھی اللہ اکبر کی آوازیں بلند کرتے دشمن پر ٹوٹ پڑے۔

حضرت رافع بن عمیرہ بیان کرتے ہیں کہ ہم اس وقت اپنی زندگیوں سے ناامید ہو گئے تھے کہ اچانک ہم نے کلمہ طیبہ اور اللہ اکبر کی آوازیں سنیں تو ہم

نے کہا بے شک اللہ کی مدد اور فتح ونصرت پہنچ گئی ہے ان شاء اللہ اب کشائش ہوگی، گھٹن دور ہوگی اور فتح ہماری ہوگی پھر کیا تھا چند منٹوں میں مسلمانوں کے لشکر نے مشرکین کی فوج کا احاطہ کر کے ان پر شمشیر زنی شروع کر دی اور چاروں اطراف سے ان کو کاٹ کاٹ کر پھینکنا شروع کر دیا ہر طرف چیخ وپکار کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں اور ایک عجیب شور وغوغا برپا تھا۔

موئے مبارک والی ٹوپی کا حضرت خالد کے پاس پہنچنا حضرت مصعب بن محارب کہتے ہیں، میں نے دیکھا کہ صلیب کے پجاری میدان چھوڑ کر بھاگنا شروع ہو گئے اور میں نے حضرت خالد بن ولید کو دیکھا کہ آپ اپنے گھوڑے کی پشت پر پوری طرح جم کر بیٹھے ہیں اور گردن مبارک بلند فرما کر تکبیر کی آوازوں کو سن رہے اور دیکھ رہے ہیں کہ یہ آوازیں کدھر سے آ رہی ہیں کیونکہ گردوغبار میں کچھ نظر نہیں آ رہا تھا آپ یہ معلوم کرنے کی کوشش کر ہی رہے تھے کہ ایک شہسوار گردوغبار سے ظاہر ہوتا ہے اور وہ رومیوں کی صفوں کو چیرتا ہوا ہماری طرف بڑی سرعت کے ساتھ بڑھ رہا ہے حتی کہ اس نے نہایت بہادری سے ہمارے گرد سے دشمنوں کو ہٹا کر میدان صاف کر دیا۔

حضرت خالد بن ولید تیزی سے اس سوار کی طرف بڑھے اور فرمایا کہ تم کون ہو؟ اس سوار نے جواب دیا اے ابوسلیمان! میں ام تمیم آپ کی زوجہ ہوں، میں آپ کے پاس وہ مبارک ٹوپی لے کر حاضر ہوئی ہوں جس کے وسیلہ سے آپ اللہ سے مدد اور نصرت طلب کیا کرتے ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالی کی بارگاہ میں اس سے ''توسل'' کیا کرتے ہیں اور اللہ آپ کی دعا کو شرف قبول بخشتے ہوئے آپ کو فتح نصیب فرما دیتا ہے، لیجئے اپنی ٹوپی مبارک اور زیب سر

فرما لیجئے۔ اللہ کی قسم! آپ کو یہ دن دیکھنا تھا اسی لئے آپ اس کو بھول آئے تھے۔ پھر ام تمیم نے وہ بابرکت ٹوپی آپ کے سپرد کر دی۔ جب حضرت خالد بن ولید نے اس مبارک ٹوپی کو اپنے ہاتھ میں لیا تو اس سے رسول اللہ ﷺ کے موئے اقدس اور گیسوئے مبارک سے اس طرح نور نکل کر بلند ہوا جس طرح آسمانی بجلی چمکتی ہے۔

حضور ﷺ کے مبارک بالوں والی ٹوپی کی برکات: حضرت مصعب بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کی زندگی کی قسم! حضرت خالد بن ولید نے اس مبارک ٹوپی کو اپنے سر پر رکھا ہی تھا کہ آپ نے ایک ہی حملہ میں انقلاب برپا کر کے رکھ دیا، اگلی صفوں کو پیچھے کی صفوں میں دھکیل دیا، دوسرے مسلمان مجاہدین نے بھی آپ کے ساتھ مل کر جاں نثاری سے حملہ کر دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے دشمن دم دبا کر بھاگنا شروع ہو گئے۔ محمد مختار ﷺ کے صحابہ نے کشتوں کے پشتے لگا دیے، ہر طرف زخمیوں کی قطاریں لگ گئیں اور بہت سے مشرک قیدی بنا لئے گئے، سب سے پہلے جان بچا کر بھاگنے والا مرتد جبلہ بن ایہم تھا اور اس کے پیچھے پیچھے عرب نژاد نصرانی تھے۔

راوی کا بیان ہے کہ جب مسلمان مشرکوں کے تعاقب سے واپس لوٹے اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے تو حضرت خالد بن ولید اور ان کے ساتھی مسلمان، مجاہدین کو سلام کیا اور اللہ کا شکر ادا کیا جس نے مسلمانوں کو کافروں کے شر سے محفوظ اور سلامت رکھا۔

حضرت ابوعبیدہ نے دیکھا کہ حضرت خالد بن ولید کا بدن سرخ گلاب کے پھول کی طرح بنا ہوا ہے آپ نے ان سے مصافحہ کیا اور فتح پر

مبارک باد دی (فتوح الشام مترجم۔ ص388 تا 390)

حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو سرکار دوعالم ﷺ کے موئے مبارک سے کیسا عشق تھا اس کا اندازہ نسیم الریاض شرح الشفا قاضی عیاض کے اس اقتباس سے بھی لگایا جا سکتا ہے۔

:كانتْ في قلنسوةِ خالدِ بنِ الوليدِ شعراتٌ من شعره ﷺ، فسقطتْ قلنسوتُه في بعض حروبه، فشدَّ عليها شدةً أنكر عليه أصحابُ النبي ﷺ لكثرةِ من قتلٍ فيها، فقال: لم أفعَلْها بسببِ القلنسوة بل لما تضمنته من شعره ﷺ لئلا اسلب (وفي نسخة: تسلب) بركتَها وتقع في أيدي المشركين:

یعنی حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی میں رسول اللہ ﷺ کے کچھ موئے مبارک تھے۔ ایک بار کسی جنگ میں ان کی ٹوپی گر گئی، تو اس کو حاصل کے لیے آپ نے سخت حملہ کیا، جس پر صحابۂ کرام نے اعتراض کیا کیوں کہ اس میں بہت لوگ قتل ہوئے۔ لیکن اس حملے کی وجہ بیان کرتے ہوئے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ حملہ میں نے ٹوپی کی وجہ سے نہیں کیا بلکہ اس لئے کیا ہے کہ اس ٹوپی میں رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک تھے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ میں ان کی برکت سے محروم ہو جاؤں اور وہ مشرکین کے ہاتھ لگ جائیں (نسیم الریاض۔ ج03، ص434)

شان رحمت ہے کہ شانہ نہ جدا ہو دم بھر
سینہ چاکوں پہ کچھ اس درجہ ہیں پیارے گیسو

حضرت عبداللہ ابن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا موئے مبارک کو بطور تبرک رکھنا

:عن محمدِ بنِ عبد الله بن زيدٍ أن اباهُ حدثه أنه شهد النبیّ ﷺ عندَ المنحر هو ورجل من قريشٍ وهو يقسم الأضاحی، فلم يصبه شیءٌ ولا صاحِبَه، فحَلَقَ رسولُ الله ﷺ رأسَه فی ثوبه فأعطاه فقسّم منه علیٰ رجالٍ، وقَلَمَ اظفارَه فأعطاه صاحِبَه. قال: فانَّه عندنا مخضوبٌ بالحناء، والكتمِ يعنی شعرَه: محمد بن عبداللہ بن زید سے مروی ہے ان کے والد نے ان سے بیان کیا، کہ وہ اور ایک قریشی شخص منحر کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ تھے دراں حالیکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم قربانی کے جانور تقسیم فرمارہے تھے لیکن ان کو اور ان کے ساتھ والے کو نہیں ملا، پس اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنے سرِ مبارک کا حلق فرمایا کہ موئے اقدس آپ کے رومال مبارک میں آ گئے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے وہ موئے مبارک ان کو عنایت فرمائے اور کچھ دوسرے لوگوں میں تقسیم فرمادیا اور آپ نے ناخن مبارک کے تراشے ان کے ساتھی کو عطا کر دیا۔ راوی کا کہنا ہے وہ موئے مبارک ہمارے پاس (بطور تبرک) موجود ہیں جو حناء اور کتم سے رنگے ہوئے ہیں (مسند امام احمد۔ ج04، ص42)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ایک موئے مبارک کا ہونا دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے

:عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، قَالَ: قُلْتُ لِعَبِيدَةَ: عِنْدَنَا مِنْ شَعَرِ النَّبِیّ ﷺ أَصَبْنَاهُ مِنْ قِبَلِ أَنَس أَوْ مِنْ قِبَلِ أَهْلِ أَنَس، فَقَالَ: لَأَنْ تَكُونَ عِنْدِی شَعَرَةٌ مِنْهُ أَحَبُّ إِلَیَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا: یعنی حضرت امام ابن سیرین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ایک موئے مبارک ہے جو ہمیں حضرت انس رضی اللہ عنہ یا ان کے گھر والوں کی جانب سے مرحمت ہوا ہے، تو حضرت عبیدہ نے فرمایا کہ ہمارے پاس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ایک موئے مبارک کا ہونا دنیا و ما فیہا سے زیادہ محبوب ہے (بخاری۔ ج01۔ ص91)

حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل کا موئے مبارک سے عشق

عظیم مجتہد و محدث حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے موئے مبارک سے اس قدر عشق فرماتے کہ ہمہ وقت اسے اپنے ساتھ رکھتے تا کہ اس کے فضائل و برکات سے فیضیاب ہوتے رہیں بلکہ ان کا عقیدہ تھا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا موئے اقدس اندفاع مصائب کا ذریعہ ہے چنانچہ خلیفہ معتصم باللہ کے دربار میں خلق قرآن کے مسئلہ پر جب آپ کو گرفتار کر کے لایا گیا اور کوڑا مارنے کی سزا دی گئی تو اس وقت یہ معاملہ پیش آیا جسے حافظ شمس الدین ذہبی علیہ الرحمہ نے بیان کیا ہے۔

:قال، وقد كانَ صار الیّ شعرٌ من شعرِ النبی ﷺ فی كُمّ قميصی، فوجَّه الیّ اسحاقُ بنُ ابراهيمَ، يقول: ما هذا المصرور؟ قلت شعرٌ من شعر رسولِ الله ﷺ وسعی بعضهم ليخرق القميص

عنّی، فقال المعتصم لا تخرقوہ، فنزع، فظننت أنہ انما دُرِیٔ عن القمیصِ الخرقُ بالشعر : یعنی (حضرت امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ) میری قمیص کی آستین میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک موئے مبارک (ایک کپڑے میں بندھا ہوا) رکھا تھا، پس اسحاق بن ابراہیم نے اس کی طرف دیکھ کر پوچھا کہ یہ تھیلی کیسی ہے؟ میں نے جواب دیا کہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک بال شریف ہے، پس جب بعض لوگوں نے اس قمیص کو پھاڑنے کوشش کی تو معتصم نے کہا کہ قمیص پھاڑنے کی ضرورت نہیں بلکہ اسے اس کے بدن سے اتارلو! تو میرا ماننا یہ ہے کہ میری قمیص اس موئے مبارک کی برکت سے پھٹنے سے محفوظ رہی (سیر اعلام النبلاء۔ج09،ص481)

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کا تبرکات پاک سے لگاؤ

عاشق رسول امیر المؤمنین حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آثار پاک وتبرکات گرامی کی حد درجہ تعظیم وتوقیر فرماتے اور ان سے برکتیں حاصل کرتے نیز دوسروں کو یہی پیغام دیتے چنانچہ جناب عبد السلام ندوی لکھتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور ادب وحترام ہر مسلمان کا جزوِ ایمان ہے اور حضرت عمر بن عبد العزیز کے اجزائے ایمانیہ کا یہ جزوِ سب سے زیادہ نمایاں تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متبرک یادگاروں میں انھوں نے پلنگ، گدا، پیالہ، چادر، چکی، ترکش اور عصا کو ایک کوٹھری میں محفوظ رکھا تھا اور روزا اس کی زیارت کرتے تھے اگر کبھی قریش کا مجمع ہوتا تو ان کو لے جاکر ان مقدس یادگاروں کی زیارت کرواتے اور کہتے کہ یہ اس مقدس ذات کی میراث ہے جس کے ذریعہ سے خدا نے تم لوگوں کو عزت دی ہے۔ اس سرمایۂ حیات کے علاوہ اگر کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی یادگار مل جاتی تھی تو سر اور آنکھوں پر رکھتے

اور اس سے برکت اندوز ہوتے (سیرت عمر بن عبد العزیز۔ص107)

نبی محتشم شافع امم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متبرک یادگاروں میں سے گدا مبارک، پیالہ، چادر، چکی، ترکش اور عصا شریف کو حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز علیہ رحمۃ اللہ العزیز نے ایک کمرے میں حفاظت سے رکھا ہوا تھا اور روزانہ اس کی زیارت کرتے تھے اگر کبھی قریش ان کے پاس جمع ہوتے تو ان کو لے جا کر ان مقدس تبرکات کی زیارت کرواتے اور کہتے کہ یہ اس مقدس ذات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تبرکات ہیں جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو عزت دی ہے۔

آپ کا انتقال ہونے لگا تو سب سے زیادہ فکر اسی زاد بابرکت کی ہوئی چنانچہ وصیت کی کفن میں نورِ مجسم، نبی محتشم شافع امم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند موئے مبارک وناخن پاک رکھے جائیں (حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز کے 425 حکایات۔ص328)

حضرت شاہ عبد الرحیم محدث دہلوی کا روح پرور واقعہ

امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ جن کو وہابیہ دیابنہ بھی اپنا امام اور استاذ تسلیم کرتے ہیں نیز اپنے عقائد ونظریات میں ان کو اپنا آئیڈیل قرار دیتے ہیں گرچہ در حقیقت اعتقادا وعملا ان سے منحرف ہیں کیوں کہ حضرت شاہ محدث ولی اللہ دہلوی ہوں یا ان کے والد حضرت شاہ محدث عبد الرحیم دہلوی یا پھر ان کے فرزند حضرت شاہ محدث عبد العزیز دہلوی اگر ان بزرگوں کے عقائد ونظریات کا جائزہ لیا جائے تو وہابیت و دیوبندیت سے انھیں دور کا بھی تعلق نظر نہیں آئے گا بلکہ اس کے برعکس یہ سچائی کھل کر سامنے آجائے گی کہ وہ حضرات اپنے دور کے پکے بریلوی تھے چنانچہ اس تناظر میں درج ذیل واقعہ پڑھئے جس کے راوی خود حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ہیں جو اپنے والد کے احوال واقوال کو بیان کرتے ہوئے انفاس العارفین

میں درج فرمایا ہے۔

موئے مقدس کی برکات: (حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ میرے والد شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی نے) فرمایا کہ ایک بار مجھے بخار نے آلیا اور بیماری نے طول پکڑا یہاں تک کہ زندگی سے ناامید ہوگیا۔ اسی دوران مجھ پر غنودگی طاری ہوئی تو میں نے دیکھا کہ حضرت شیخ عبدالعزیز سامنے موجود ہیں اور فرما رہے ہیں: بیٹے! حضرت پیغمبر ﷺ تیری بیمار پرسی کو تشریف لا رہے ہیں اور شاید تیری پائنتی کی طرف سے تشریف لائیں۔ اس لیے چار پائی کو اس طرح رکھنا چاہیے کہ حضور ﷺ کی طرف تمہارے پاؤں نہ ہوں۔ یہ سن کر مجھے کچھ افاقہ ہوا قوت گویائی نہیں تھی۔ حاضرین نے میرے اشارے پر چار پائی کا رخ پھیر دیا۔

اس وقت آنحضرت ﷺ تشریف فرما ہوئے اور فرمایا: کیف حالک یا بنیّ''(اے بیٹے! کیسے ہو؟) اس کلام کی لذت اس قدر غالب ہوئی کہ مجھ پر آہ و بکا اور درد و اضطراب کی عجیب و غریب کیفیت طاری ہوگئی۔ آنحضرت ﷺ نے مجھے اس انداز سے اپنی بغل میں لیا کہ آپ کی ڈاڑھی مبارک میرے سر پر تھی اور آپ کا چہرہ مبارک میری آنکھوں سے تر ہوگیا۔ پھر آہستہ آہستہ یہ وجد و اضطراب کی کیفیت حالت سکون میں بدل گئی اس وقت میرے دل میں آیا کہ ایک مدت سے موئے مبارک کے حصول کی آرزو رکھتا ہوں کیا ہی کرم ہو کہ اس وقت تبرک عنایت فرمائیں۔ میرے اس خیال سے آپ مطلع ہوئے اور ڈاڑھی مبارک پر ہاتھ پھیر کر دو مقدس بال میرے ہاتھ میں تھما دیئے پھر میرے دل میں خیال آیا کہ یہ دونوں مقدس بال عالم بیداری میں بھی میرے پاس رہیں گے یا نہیں! اس

کھٹکے پر مطلع ہو کر آپ ﷺ نے فرمایا یہ دونوں بال عالم ہوش یا بیداری میں بھی باقی رہیں گے، اس کے بعد آپ نے صحت کلی اور طویل عمر کی خوشخبری سنائی اسی وقت مرض سے افاقہ ہوگیا۔

میں نے چراغ منگوایا وہ دونوں مقدس بال اپنے ہاتھ میں نہ پائے تو میں غمگین ہو کر بارگاہ عالی کی طرف متوجہ ہوا، غیبت واقع ہوئی اور آنحضور ﷺ نے مثالی صورت میں جلوہ فرما ہو کر فرمایا اے بیٹے اعقل و ہوش سے کام لو وہ دونوں بال احتیاطاً تمہارے سرہانے کے نیچے رکھ دیئے تھے وہاں سے لے لو! افاقہ ہوتے ہی میں نے وہ مقدس بال وہاں سے اٹھا لیے اور تعظیم و تکریم سے ایک جگہ محفوظ کر کے رکھ دیئے اس کے بعد دفعتہ بخار ٹوٹا اور انتہائی ضعف و نقاہت طاری ہوئی، عزیزوں نے سمجھا کہ موت آپہنچی رونے لگے، مجھ میں بات کرنے کی سکت نہیں تھی، سر سے اشارہ کرتا رہا، کچھ دیر بعد اصل طاقت بحال ہوئی اور صحت کلی نصیب ہوئی۔

اس سلسلے میں یہ کلمات بھی فرمائے تھے کہ ان دو بالوں کے خواص میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپس میں گتھے رہتے ہیں مگر جب درود پڑھا جائے تو جدا جدا کھڑے ہو جاتے ہیں، دوسرے یہ کہ ایک مرتبہ تاثیر تبرکات کے منکروں میں سے تین آدمیوں نے امتحان لینا چاہا میں اس بے ادبی پر راضی نہ ہوا مگر جب مناظرے نے طول کھینچا تو کچھ عزیز ان مقدس بالوں کو سورج کے سامنے لے گئے اس وقت بادل کا ٹکڑا ظاہر ہوا حالانکہ سورج بہت گرم تھا اور بادلوں کا موسم بھی نہیں تھا۔ یہ واقعہ دیکھ کر منکروں میں سے ایک نے توبہ کی اور دوسروں نے کہا یہ اتفاقی امر ہے، عزیز دوسری مرتبہ لے گئے تو دوبارہ بادل کا ٹکڑا ظاہر ہوا، اس پر دوسرے منکر نے بھی توبہ کر لی مگر تیسرے نے کہا یہ تو اتفاقی بات تھی یہ

سن کر تیسری بار موئے مقدس کو سورج کے سامنے لے گئے سہ بارہ بادل کا ٹکڑا ظاہر ہوا تو تیسرا منکر بھی توبہ کرنے والوں میں شامل ہوا۔آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ایک مرتبہ میں یہ موئے مبارک زیارت کے لیے باہر لے آیا، بہت بڑا مجمع تھا، ہر چند صندوق تبرک کا تالا کھولنے کی کوشش کی گئی لیکن نہ کھلا، اپنے دل کی طرف متوجہ ہوا تو معلوم ہوا فلاں آدمی ناپاک ہے جس کی ناپاکی کی شامت کے سبب سے نعمت میسر نہیں آرہی، عیب پوشی کرتے ہوئے میں نے سب کو تجدید طہارت کے لیے حکم دیا، وہ ناپاک آدمی بھی مجمع سے چلا گیا اور اس وقت بڑی آسانی سے تالا کھل گیا اور ہم سب نے زیارت کی۔

حضرت والد ماجد نے آخری عمر میں جب تبرکات تقسیم فرمائے تو ان دونوں بالوں میں سے ایک کاتب الحروف کو عنایت فرمایا جس پر پروردگار عالم کا شکر ہے (انفاس العارفین مترجم ص116 تا118)

الحمد للہ تعالیٰ یہاں تک حضور سید العالمین ﷺ کے موئے مبارک کی فضیلت و برکات اور امت کے جلیل القدر افراد کا اس سے تبرک و توسل کرنے پر کچھ دلائل و شواہد ترتیب وار ذکر ہو گئے جن کی روشنی میں اہل حق کا یہ عقیدہ بالکل بے غبار ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک و آثار شریفہ کی نہ صرف تعظیم و توقیر فرض ہے بلکہ ان سے برکت حاصل کرنا اور ان کے وسیلے سے دعاء و استعانت کرنا بھی عند الشرع محمود و مستحسن ہے۔

جامعہ اہلسنت جوہر العلوم گنجریا میں حضور پاک ﷺ کا موئے مبارک

خاص نعمتیں نصیب والوں کو ہی تفویض ہوتی ہیں اور اس تناظر میں اس پورے علاقے میں اہل گنجریا کو یہ شرف و سبقت حاصل ہے کہ یہاں حضور رحمت عالم ﷺ کا ایک مقدس موئے مبارک ہم گنہگاروں کے سروں پر سایہ فگن ہے جس کے فیوض و برکات سے ساکنان گنجریا خصوصا اور قرب و جوار کے عقیدتمند عموما مستفید ہو رہے ہیں۔

بڑھ چلی تیری ضیاء اندھیر عالم سے گھٹا
کھل گیا گیسو ترا رحمت کا بادل چھا گیا

گنجریا میں موئے مبارک کی تشریف آوری کب اور کیسے ہوئی

ایک سچے محب کی یہی نشانی ہوتی ہے کہ وہ اپنے محبوب کو یاد کرنے کا بہانہ تلاش کرے اور ہر ایسی چیز سے دلبستگی قائم کرے جس کو محبوب کی ذات سے ادنی نسبت بھی حاصل ہو کیوں کہ ایسی چیزیں محبوب کی یادگار کہلاتی ہیں لہٰذا محبوب کی کوئی یادگار جہاں سے اور جیسے بھی ملے چاہنے والے اسے پانے کی جی توڑ کوشش کرتے ہیں ہاں جس کی سعی کامیاب ہوتی ہے وہی مقدر کا دھنی ہوتا ہے۔حضرت استاذ زمن نے اس حقیقت کی کیا خوب نقاب کشائی کی ہے کہ

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور
تو پھر کہیں کہ ہاں! تاجدار ہم بھی ہیں

یقیناً حضور پر نور قلب و جگر کا سرور شافع یوم النشور ﷺ کا موئے مبارک شریف آپ کی ذات با کرامت کی ایک حسین یادگار ہے اور اس امت کی چودہ سو سالہ تاریخ کے ہر ہر لمحے میں عاشقان مصطفیٰ جان رحمت ﷺ نے اس کے اعجاز و عظمت کی نغمہ سرائی کی ہے نیز خوش بخت لوگ اس عظیم الشان تبرک کو مستند ذرائع سے حاصل کر کے دنیا کے گوشے گوشے میں اس کا فیضان عام کیا ہے تاکہ غم زدہ امتی اس کے سائے میں آکر اپنے درد و الم کا ازالہ کر سکے۔انھیں خوش نصیب افراد میں گنجریا گاؤں کا ایک نامور فرزند مخیر قوم و ملت حضرت مولانا جمیل اختر اشرفی صاحب قبلہ کی ذات گرامی ہے جنھوں نے اپنے ذوق سلیم اور حب صادق سے مہمیز ہو کر بڑی کوششوں سے اپنے آقائے کریم کے مقدس بال کا ایک حصہ حاصل کیا بلکہ یوں کہنا زیبا ہوگا کہ سرکار رحمت

ﷺ کی بارگاہ سے انھیں عطا ہوا جس کو آپ نے اپنے ذاتی مکان یا صندوق میں بند رکھنے کی بجائے احاطۂ جامعہ اہلسنت جوہر العلوم گنجریا کو اس کے انوار و تجلیات سے مشرف ہونے کا موقع فراہم کیا تاکہ عاشقان رسول ﷺ حسب حال اس کی زیارت کی سعادت حاصل کریں اور اس کے توسط سے بارگاہ رسول ﷺ میں اپنی التجائیں پیش کریں کہ سب کی جھولیاں وہیں سے بھری جاتی ہیں۔

لب وا ہیں آنکھیں بند ہیں پھیلی ہیں جھولیاں
کتنے مزے کی بھیک ترے پاک در کی ہے

حضرت مولانا موصوف مدظلہ العالی نے اس نعمت جلیلہ کو معروف صوفی اسکالر نبیرۂ حضور محدث اعظم ہند شیخ طریقت حضرت علامہ الحاج الشاہ سید محمد جیلانی میاں صاحب قبلہ کچھوچھوی وساطت سے بڑی منت کے بعد حاصل کیا ہے۔

حضور شیخ طریقت علامہ جیلانی میاں صاحب قبلہ کا تعلق عظیم روحانی خانوادہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف سے ہے جس کا کردار آثار و تبرکات صالحین کے حصول و حفاظت کے حوالے سے ہمیشہ مثبت و مثالی رہا ہے خود حضرت شیخ طریقت بھی اس تعلق سے نہایت مشتاق اور جذباتی واقع ہیں چنانچہ یہ ان کی اسی روحانی ذوق و شوق کا ہی ثمرہ ہے کہ بڑے ہی مستند ذرائع سے حضور نبی رحمت ﷺ کا موئے مبارک اپنے محبوب نظر و مشیر کار حضرت مولانا جمیل اختر اشرفی صاحب قبلہ کی خاص درخواست پر انھیں تفویض ہوا جس کی آمد مژدۂ رحمت جوہر العلوم گنجریا میں غالباً ۲۰۱۲ء میں ہوئی علاوہ ازیں غلاف کعبہ کا ایک ٹکڑا اور خاک شفا بھی آپ یہاں تک لانے میں خوش نصیب ثابت ہوئے۔

یہ آثار و تبرکات اب جامعہ اہلسنت جوہر العلوم گنجریا کی سب سے اونچی اور خوبصورت عمارت کے اندر جلوہ فگن ہیں اور ہر سال بارہ ربیع الاول شریف کے موقع پر ادارہ کے

سرپرست اعلیٰ پیر طریقت رہبر راہ شریعت حضرت مولانا سید شمس اللہ جان صاحب قبلہ سجادہ نشین خانقاہ عالیہ سمرقندیہ دربھنگہ کی خصوصی قیادت میں ان کی زیارت و دیدار کے فیضان سے لوگ مستفیض و مستنیر ہوتے ہیں۔ دعا ہے کہ رب کریم ان عظیم الشان تبرکات کے وسیلے سے ہم سب کو دارین کی سعادتوں سے مالا مال فرمائے بالخصوص مخدوم محترم حضرت مولانا جمیل اختر صاحب قبلہ کو اللہ تعالیٰ اس سعی کا اجر جزیل عطا کرے ۔آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

قارئین کرام سے دست بستہ التماس ہے کہ جب اس کتاب کے مطالعہ سے فارغ ہوں تو مجھ گنہگار کو اور میرے والدین و احباب کو بھی اپنی خاص دعاؤں میں یاد رکھیں۔

سوکھے دھانوں پہ ہمارے بھی کرم ہو جائے
چھائے رحمت کی گھٹا بن کے تمھارے گیسو

طالب دعا
یکے از خلفائے سرکار تاج الشریعہ
فقیر قادری محمد احمد رضا مصباحی غفرلہ ولابویہ
۵ رصفر المظفر ۱۴۴۵ھ
23/ اگست 2023ء